بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی وتحقیقی سلسلہ

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور

کی قربانی

’’جماء‘‘ یعنی جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ (Horn) نہ ہوں

اور مکسورُ القرن یعنی جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے یا کاٹ دیئے گئے ہوں

یا ڈِس بڈنگ ’’Disbudding‘‘ اور ڈی ہارننگ ’’Dehorning‘‘ کا عمل کیا گیا ہو

احادیث وروایات اور محدثین وفقہائے کرام کی عبارات کی روشنی میں

ان جانوروں کی قربانی کے جائز ہونے کی تحقیق

جانوروں کے سینگ (Horn) اور سینگ کے

اوپر والے حصہ یعنی ڈیڈ ہارن (Dead horn)

اور اندر والے حصہ یعنی ہارن کور (Horn Core) کے متعلق فقہی وفنی اور سائنسی تجزیہ

مؤلف

مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

مصنف: مفتی محمد رضوان خان

صفحات: 127

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی، پاکستان

فون 051-5507270 فیکس 051-5702840

www.idaraghufran.org

فہرست

	مضامین	صفحہ نمبر
	تمہید (من جانبِ مؤلف)	9
	سوال	11
	جواب	//
	(مقدمہ) چند اصولی باتیں	12
	سینگوں والے جانوروں کے سینگوں کی افادیت	//
	جانور کو ایذاء پہنچانے کی ممانعت	14
	’’قرناء‘‘ یعنی سینگوں والے جانور کی قربانی کی فضیلت	15
	’’جماء‘‘ یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی کا حکم	19
	جانوروں کے سینگ سے متعلق فنی وسائنسی تحقیق	20
	(باب نمبر1) سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا مفصل ومدلل حکم	26

(فصل نمبر1) **مکسورُ القرن کی قربانی سے متعلق احادیث وروایات**	28
عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث	//
براء رضی اللہ عنہ کی حدیث	31
علی رضی اللہ عنہ کی حدیث	34
علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث	37
علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ	38
(فصل نمبر2) **مکسورُ القرن کی قربانی اور احادیث سے متعلق علماء ومحدثین کی تشریح وتوضیح**	40
امام بیہقی کا حوالہ	//
امام بیہقی کا ایک اور حوالہ	41
امام طحاوی کا حوالہ	42
امام نووی کا حوالہ	44
علاؤالدین ابن العطار کا حوالہ	45
قاضی عیاض کا حوالہ	46
علامہ ابنِ عبدالبر کا حوالہ	47

www.idaraghufran.org

امام بغوی کا حوالہ	49
علامہ خطابی کا حوالہ	//
علامہ حسین بن محمد بن حسن شیرازی مُظہری کا حوالہ	50
عزالدین کا سلافہ بالامیر کا حوالہ	51
قاضی حسین بن محمد مغربی کا حوالہ	52
ملا علی قاری کا حوالہ	55
(باب نمبر 2) **مکسورُ القرن کی قربانی سے متعلق** **فقہائے کرام کی عبارات**	57
(فصل نمبر 1) **حنابلہ کی عبارات**	//
علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا حوالہ	//
علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا دوسرا حوالہ	58
علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا تیسرا حوالہ	60
(فصل نمبر 2) **شافعیہ کی عبارات**	63
''المجموع شرحُ المھذب'' کا حوالہ	//

www.idaraghufran.org

	يحيىٰ بن ابی الخير شافعی کا حوالہ	64
	’’بحرُ المذھب‘‘ کا حوالہ	//
	’’الحاوی فی فقه الشافعی‘‘ کا حوالہ	65
	(فصل نمبر 3) مالکیہ کی عبارات	69
	’’المدونة‘‘ کا حوالہ	//
	قاضی محمد بن عبداللہ مالکی کا حوالہ	70
	’’الفواکهُ الدوانی‘‘ کا حوالہ	71
	ابوزید قیروانی کا حوالہ	72
	’’کفایةُ الطالب‘‘ کا حوالہ	//
	علامہ ابنِ عبدالبر قرطبی مالکی کا حوالہ	73
	(فصل نمبر 4) حنفیہ کی عبارات	75
	امام محمد کی ’’کتابُ الاصل‘‘ کا حوالہ	//
	شمس الائمہ سرخسی کی ’’المبسوط‘‘ کا حوالہ	77
	’’المحیطُ البرھانی‘‘ کا حوالہ	78
	ابوبکر جصاص کی ’’شرح مختصر الطحاوی‘‘ کا حوالہ	79
	’’الاختيار لتعليل المختار‘‘ اور ’’شرح النقاية‘‘ کا حوالہ	83

’’فتاویٰ قاضیخان‘‘ کا حوالہ	83
’’تبیینُ الحقائق‘‘ اور ’’شرحُ العینی‘‘ کا حوالہ	84
’’حاشیةُ الطحطاوی، مجمعُ الانهر اور تکملةُ البحرُ الرائق‘‘ کا حوالہ	84
’’الهداية فی شرح بداية المبتدی‘‘ کا حوالہ	85
’’الهداية‘‘ کی شرح ’’العناية‘‘ کا حوالہ	//
’’الهداية‘‘ کی شرح ’’البناية‘‘ کا حوالہ	86
(فصل نمبر 5) سینگ، مشاش یا مخ تک ٹوٹنے پر بعض مشائخِ حنفیہ کا قول	93
علامہ کاسانی کا حوالہ	//
’’الفتاویٰ الهندية‘‘ کا حوالہ	95
علامہ شرنبلالی کا حوالہ	96
علامہ ابنِ بزاز کردری حنفی کا حوالہ	97
علامہ احمد بن محمد حلبی کا حوالہ	98
محمد بن حسام الدین قہستانی کا حوالہ	99
علامہ زبیدی کا حوالہ	101

	امداد الفتاویٰ کا حوالہ	104
	احسن الفتاویٰ کا حوالہ	105
	''اعلاءُ السنن'' کا حوالہ	//
	امداد الاحکام کا حوالہ	109
	امداد الاحکام کا ایک اور حوالہ	111
	خلاصۂ کلام	120
	(خاتمہ) **سینگوں کا تصویری خاکہ**	122
	سینگوں سے متعلق ماہرین کا تجزیہ	123

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(من جانبِ مؤلف)

شہری دنیا میں ایک عرصہ سے عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر ایسے جانوروں کی قربانی کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے، جن کے سینگ (Horn) نہیں ہوتے، ان میں بھی زیادہ تر ایسے جانور ہوتے ہیں، جن کے پیدائشی طور پر تو سینگ ہوتے ہیں، لیکن بعد میں ان کے سینگ مخصوص طریقہ پر کاٹ دیئے جاتے ہیں، جس کی مختلف وجوہات ہیں، مثلاً سینگ والے جانوروں کے انسانوں یا دوسرے جانوروں پر حملوں یا مختلف قسم کی چیزوں کو نقصان پہنچانے سے حفاظت کا ہونا، یا بدشکل یا بھدے سینگوں کو ختم کر کے جانوروں کی خوبصورتی وغیرہ کو ملحوظ رکھنا۔

آج کل جانوروں کے سینگ کاٹنے کے مختلف آلات وادویہ بھی بازار میں دستیاب ہیں، اور میڈیکل سائنس میں جانوروں کے سینگ کاٹنے (Dehorning) کے مختلف طریقہائے علاج مشہور ومروج ہیں، جن میں نومولود جانور کے ''سینگ کے نسیج'' ختم کرنے یعنی ''ڈِس بڈِنگ'' (Disbudding) کا طریقہ بھی رائج ہے، عموماً ان طریقوں کو اصول وقواعد کے مطابق اختیار کرنے کے نتیجہ میں جانور کے دماغ وغیرہ میں کوئی عیب ونقص نہیں پیدا ہوتا، اور دوبارہ سینگ برآمد نہیں ہوتے۔

جبکہ دوسری طرف متاخرینِ حنفیہ کی بعض کتب بالخصوص ''ردُّالمحتار'' وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ اگر کسی جانور کا سینگ اس طرح ٹوٹ جائے، کہ ''مشاش'' یا ''مخ'' تک اس کا اثر پہنچ جائے، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں، جس سے متعدد اہلِ فتاویٰ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر سینگ کا صرف اوپر والا مکمل خول (Dead Horn) اتر جائے، اگرچہ سینگ کے اندر والا حصہ (Horn Core) باقی ہو، تو قربانی جائز نہیں، جبکہ بعض حضرات نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر سینگ جڑ سے ٹوٹ یا اکھڑ جائے، تو اس کی قربانی جائز نہیں، پھر بعض نے

سینگ کی جڑ سے یہ سمجھا ہے کہ جانور کی جلد یا چمڑے (Skin) تک یا اس کے کچھ نیچے حصہ تک سینگ ٹوٹ جائے۔

ہمارے ہندوستان و پاکستان میں موجودہ دور کے متعدد اردو فتاویٰ میں بھی اسی طرح کا حکم مذکور ہے، جس کی ایک وجہ موجودہ دور کے بہت سے اہلِ علم حضرات کا ''رَدُّالمحتار'' اور اس کے حوالہ سے بعض اردو فتاویٰ میں اخذ ونقل کردہ فتاویٰ بلکہ تعبیر وتاویل پر غیر معمولی اعتماد واستناد بلکہ انحصار ہے، جس سے تحقیق کے نتیجہ میں یہ حضرات سرِموانحراف کے لیے آمادہ نظر نہیں آتے، بلکہ ایسا کرنے پر نکیر بھی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مگر ہمیں اس طرزِ عمل سے اتفاق نہیں رہا، اور یہ طرزِ عمل علمی وتحقیقی اصولوں سے بھی مطابقت نہیں رکھتا، جس کی تفصیل ہم اپنے متعدد مضامین میں ذکر کر چکے ہیں۔

پھر اس قسم کے فتاویٰ میں بیان کردہ حکم کی رُو سے موجودہ دور میں بے شمار جانوروں کی قربانی کا عدمِ جواز یا عدمِ ادائیگی کا حکم لگانا لازم آتا ہے، کیونکہ یہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ اس طرح کے بے سینگ والے جانوروں کی اس دور میں کثرت سے قربانی کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ کیا حنفیہ کا اصل مذہب اور ''ظاهرُ الرواية'' بھی یہی ہے کہ اگر سینگ کے اوپر والا خول (Dead Horn) یا جلد (Skin) تک سینگ ٹوٹ جائے، تو اس کی قربانی جائز نہیں، ہم نے اس مسئلہ کی احادیث وروایات اور محدثین وفقہائے کرام کی عبارات اور سائنسی تجزیہ کی روشنی میں تحقیق کی، تو ہمیں مذکورہ مشہور رائے سے اتفاق نہیں ہوسکا، بلکہ ہمیں حنفیہ کے اصل مذہب اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مکمل سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کی ادائیگی معتبر ہونے کا قول دستیاب وراجح معلوم ہوا۔

اسی تحقیق وتفصیل کو آنے والے مضمون میں کچھ شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد رضوان خان 15/ شوال المکرّم/ 1438ھ 10/ جولائی/ 2017 بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض جانوروں کے پیدائشی طور پر سینگ (Horn) نہیں ہوتے، ایسے جانوروں کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

اور بعض جانوروں کے سینگ کسی وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں، ان کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جبکہ بعض علاقوں میں مختلف وجوہات کی بناء پر جانوروں کے سینگوں کو مخصوص طریقہ پر مثلاً الیکٹرک مشین وغیرہ سے کاٹا یا ختم کیا جاتا ہے، بعض اوقات مختلف ادویات یا گرم راڈ وغیرہ سے سینگوں کے بیرونی حصہ کو جَلا کر سینگوں کی نشوونما کو روکا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں جانور کی جلد (Skin) کے اوپر سینگوں کا ابھار ختم ہوجاتا ہے، اس طریقۂ کار کو موجودہ دور کی میڈیکل سائنس کی زبان میں ڈی ہارننگ (Dehorning) کہا جاتا ہے، اس طریقۂ کار سے جانوروں کی نشوونما اور افزائشِ نسل پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، اور جانور کے دماغ (Brain) یا اس کی ہڈی پر اس سے کوئی منفی اثرات نہیں پڑتے۔

آج کل اس طرح کے جانوروں کی عیدالاضحیٰ کے موقع پر بکثرت قربانی کی جاتی ہے، اور ان کو قربانی کے لیے شوق سے پسند کیا جاتا ہے، کیونکہ ایسے جانوروں کو شہری آبادی میں رکھنا آسان ہوتا ہے، اور ان سے جان ومال کے خطرات کم ہوتے ہیں۔ بعض اہلِ علم حضرات اس طرح کے جانوروں کی قربانی کو اس وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں کہ جب جانور کے سینگ جلد (Skin) تک کاٹ دیئے جائیں، تو اس میں جانوروں کے سینگ کا جڑ سے اکھڑ جانا یا ختم ہوجانا لازم آتا ہے، اور ایسے جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔ اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

امید ہے کہ مفصل ومدلل جواب سے مستفید فرمائیں گے۔

جواب

موجودہ زمانہ میں چونکہ نومولود جانوروں کے سینگ ختم کرنے اور بڑی عمر کے جانوروں کے سینگ کاٹنے یعنی ''ڈی ہارننگ'' (Dehorning) کی مختلف صورتیں رائج ومشہور ہوگئی ہیں، اور بعض عربی واردو فتاویٰ میں اس کے حکم میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے، اس لیے اس مسئلہ کو کچھ تفصیل وتشریح کے ساتھ متعلقہ پہلوؤں سمیت ذکر کیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مقدمہ)

چند تمہیدی باتیں

پہلے چند اُصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں، جن سے اس مسئلہ کی پوری حقیقت سمجھنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ آسانی حاصل ہوگی۔

سینگوں والے جانوروں کے سینگوں کی افادیت

سب سے پہلی بات تو اس سلسلہ میں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جن جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے سینگ عطا فرمائے ہیں، وہ سینگ عام حالات میں ان جانوروں کی اپنی افادیت وراحت کے لئے ہیں، چنانچہ ان کے ذریعہ سے وہ جانور اپنا دفاع کرتے ہیں، اپنے سے مضر چیزوں کو دُور کرتے ہیں، جسم کے کسی حصہ میں خارش ہونے پر اس کو دُور کرتے ہیں، اور بھی کئی چیزوں میں جانور اپنے سینگوں کو استعمال کرتے ہیں، اور صحیح وسالم درست سینگ جانوروں کی خوبصورتی کا بھی ذریعہ ہیں، اس لئے بلا ضرورت سینگ والے جانوروں کے سینگ کاٹنا مناسب نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا، إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا، لَيْسَ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ (سنن الدارمی، رقم الحدیث ۱۶۵۷، کتاب الزکاۃ، باب من لم يؤد زكاة الإبل والبقر والغنم) [1]

---

[1] قال حسين سليم اسد الداراني: إسناده صحيح (حاشية سنن الدارمي)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی اونٹوں والا یا گائے والا، یا بکریوں والا شخص ان جانوروں کا حق ادا نہیں کرے گا، تو اس کو قیامت کے دن ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا جانور اس کو اپنے سینگوں سے زخمی کرے گا، اس دن کوئی جانور بغیر سینگ کے اور ٹوٹے ہوئے سینگ والا نہ ہوگا (دارمی)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

.(مسلم، رقم الحديث ٢٥٨٢ "٦٠"، كتاب البر والصلة والآداب ،باب تحريم الظلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحبِ حقوق کو ان کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے بھی دلوایا جائے گا (مسلم)

معلوم ہوا کہ بے سینگ والا جانور، جو دوسرے جانوروں کے سینگ کی وجہ سے ضَرَر اٹھاتا ہو، اس کو قیامت میں بدلہ دیا جائے گا، اور جس نے کسی جانور کو بلاضرورت بے سینگ کیا ہوگا، جس کے نتیجہ میں اس جانور نے دوسرے سے ضَرَر و تکلیف اٹھائی ہوگی، ظاہر ہے کہ وہ بھی

---

[1] عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من صاحب إبل، ولا بقر، ولا غنم، لا يؤدي حقها، إلا أقعد لها يوم القيامة بقاع قرقر تطؤه ذات الظلف بظلفها، وتنطحه ذات القرن بقرنها، ليس فيها يومئذ جماء ولا مكسورة القرن قلنا: يا رسول الله، وما حقها؟ قال: " إطراق فحلها، وإعارة دلوها، ومنيحتها، وحلبها على الماء، وحمل عليها في سبيل الله، ولا من صاحب مال لا يؤدي زكاته، إلا تحول يوم القيامة شجاعا أقرع، يتبع صاحبه حيثما ذهب، وهو يفر منه، ويقال: هذا مالك الذي كنت تبخل به، فإذا رأى أنه لا بد منه، أدخل يده في فيه، فجعل يقضمها كما يقضم الفحل "(مسلم، رقم الحديث ٩٨٨ "٢٨" كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة)

سبب بننے کے درجہ میں قصوروار ہوگا۔

البتہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے جانور کے سینگ کاٹے جائیں، مثلاً جانور کے سینگ سے انسان یا جانور یا کسی دوسری چیز کی حفاظت یا خود جانور کی حفاظت مقصود ہو، تو الگ بات ہے، لیکن اس طرح کی ضرورت میں بھی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے، جس سے جانور کو کم از کم تکلیف پہنچے۔

جانور کو ایذاء پہنچانے کی ممانعت

دوسری بات یہ ہے کہ جانور کو بلا وجہ ایذاء پہنچانا جائز نہیں، اگر کسی جانور کو بلا وجہ ایذاء پہنچائی ہوگی، تو قیامت کے دن اس کا حساب دینا پڑے گا۔

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ (سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٥٤٨، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم) [1]

ترجمہ: ان بے زبان چوپاؤں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو (ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ، وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ (مسلم، رقم الحديث ٢١١٦ "١٠٦" كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جانور کے) چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے (مسلم)

اس طرح کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کو بلا وجہ ایذاء پہنچانا گناہ ہے، لہٰذا

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد قوي من أجل مسكين بن بُكير فهو صدوق لا بأس به، وقد توبع (حاشية سنن ابي داوٗد)

www.idaraghufran.org

بلاضرورت جانوروں کے سینگ اس طرح کاٹنے، یا ان کو داغ دے کر جلانے سے پرہیز کرنا چاہیے، جس سے انہیں ایذاء پہنچے، البتہ اگر ضرورت وعلاج، مثلاً جانور کی حفاظت یا اس کے حملہ سے انسان، جانور یا کسی دوسری چیز کی حفاظت کی خاطر یا جانور کے دماغی خلل وفتور کو دور کرنے کی غرض سے یا اسی طرح کی کسی دوسری معقول وجہ کی بناء پر یہ عمل کیا جائے، تو حرج نہیں، لیکن اپنی طرف سے اس کا اہتمام کیا جائے کہ جانور کو کم از کم تکلیف پہنچے۔ [1]

”قرناء“ یعنی سینگوں والے جانور کی قربانی کی فضیلت

تیسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ بعض احادیث وروایات سے سینگوں والے جانور کی قربانی کا پسندیدہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بُدْنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَاقَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ (صحيح البخارى، رقم الحديث ٨٨١، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، مسلم، رقم الحديث ٨٥٠ ”١٠“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن ایسا غسل کیا

---

[1] (نهى عن الوسم) بسين مهملة وقد رواه بعضهم بمعجمة وهو وهم (فى الوجه) أى الكى فيه بنار من السمة وهى العلامة بنحو كى فيحرم وسم الآدمى لكرامته و كذا غيره على الأصح عند الشافعية أما وسم غير الآدمى فى غير وجهه فسائغ اتفاقا بل يسن فى نعم الجزية والزكاة وهو مستثنى من تعذيب الحيوان بالنار للمصلحة الراجحة لكن ينبغى كما قال القرطبى أن يقتصر فيه على خفيف يحصل به المقصود ولا يبالغ فى التعذيب ولا التشويه (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٩٤٤٥)

جیسے جنابت اور ناپاکی سے غسل کیا جاتا ہے (کہ وہ بہت اچھی طرح اہتمام سے کیا جاتا ہے) پھر وہ (صبح سویرے پہلی ساعت میں) جمعہ کی نماز کے لئے گیا تو وہ (اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اُس نے ایک اونٹ (اللہ کے راستے میں) پیش کیا اور جو دوسری ساعت میں گیا وہ (اجروثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) گائے پیش کی، اور جو تیسری ساعت میں گیا (وہ اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) سینگوں والا (اچھی نسل کا) مینڈھا پیش کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا (وہ اجروثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) مرغی پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا وہ (اجروثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) ایک انڈا پیش کیا، پھر جب امام (خطبہ کے لئے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں درجہ بدرجہ آنے والوں کے نام لکھنے والے) فرشتے (مسجد کے اندر) حاضر ہو جاتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں (اور اپنے صحیفے و رجسٹر بند کر دیتے ہیں) (بخاری، مسلم)

مذکورہ حدیث میں جمعہ کی نماز کے لیے تیسری ساعت میں جانے والی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے سینگوں والے مینڈھے کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے بعض فقہائے کرام نے سینگوں والے جانور کو قربان کرنے کی ایک درجہ میں فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ (صحيح البخارى، رقم الحديث ۵۵۶۴، كتاب الاضاحى، باب وضع القدم على صفح الذبيحة، دارطوق النجاة، بيروت)

---

[1] قوله: (كبشا أقرن) ، الكبش هو الفحل، وإنما وصف بالأقرن لأنه أكمل وأحسن صورة، ولأن القرن ينتفع به، وفيه فضيلة على الأجم (عمدة القارى، ج٦، ص ١٧٢، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة)

وقوله صلى الله عليه وسلم كبشا أقرن وصفه بالأقرن لأنه أكمل وأحسن صورة ولأن قرنه ينتفع به (شرح النووى على مسلم، ج٦، ص ١٣٧، كتاب الجمعة)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید وسیاہ رنگ والے، سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ أَمْلَحَیْنِ أَقْرَنَیْنِ، (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۴۹۴، ابواب الاضاحی، باب ما جاء فی الأضحیة بکبشین)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید وسیاہ رنگ والے، سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی (ترمذی)

مذکورہ حدیث روایت کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

وَفِی البَابِ عَنْ عَلِیٍّ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِی هُرَیْرَةَ، وَأَبِی أَیُّوبَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِی الدَّرْدَاءِ، وَأَبِی رَافِعٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِی بَکْرَةَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (سنن الترمذی، تحت رقم الحدیث ۱۴۹۴، ابواب الاضاحی، باب ما جاء فی الأضحیة بکبشین)

ترجمہ: اور اس باب میں حضرت علی اور حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ، اور حضرت ابوایوب اور حضرت جابر اور حضرت ابودرداء اور حضرت ابورافع اور حضرت ابنِ عمر اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم کی روایات آئی ہیں، اور یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی)

بعض دوسری روایات میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے جانور قربان کرنے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

---

[1] عن ربیح بن عبد الرحمن بن أبی سعید الخدری، عن أبیه، عن جده رضی الله عنه: أن رسول الله صلى الله علیه وسلم ذبح کبشا أقرن بالمصلى ثم قال: اللهم هذا عنی وعن من لم یضح من أمتی "(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۵۴۹)

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه.

وقال الذهبی: صحیح.

www.idaraghufran.org

اور بعض روایات میں سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کو افضل قرار دیا گیا ہے، اور ان روایات کی اسناد کو اگرچہ بعض اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اصولی اعتبار سے فضیلت کے درجہ میں ان کو معتبر قرار دیا جا سکتا ہے، بالخصوص جبکہ گزشتہ معتبر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ [1]

اس لئے اگر ایسے جانور کی قربانی کی جائے، جس کے پیدائشی وفطری طور پر سینگ ہوتے ہیں، تو بعض فقہائے کرام کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء واتباع کرتے ہوئے

---

[1] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم، أنبأ ابن وهب، أخبرني هشام بن سعد، عن حاتم بن أبي نصر، عن عبادة بن نسي، عن أبيه، عن عبادة بن الصامت، رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خير الضحية الكبش الأقرن وخير الكفن الحلة (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۵۵۱)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه "

وقال الذهبي: صحيح.

حدثنا أحمد بن صالح، حدثني ابن وهب، حدثني هشام بن سعد، عن حاتم بن أبي نصر، عن عبادة بن نسي، عن أبيه، عن عبادة بن الصامت، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خير الكفن الحلة، وخير الأضحية الكبش الأقرن (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۳۱۵۶)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لجهالةِ نُسَيٍّ والد عُبادة وجهالة حاتم بن أبي نصر، وضعف هشام بن سعْد.

وأخرجه ابن ماجه (۱۴۷۳) من طريق عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد. دون ذكر الأضحية.

وفي الباب عن أبي أمامة الباهلي عند ابن ماجه (۳۱۳۰) والترمذي (۱۵۹۵) وإسناده ضعيف أيضاً (حاشية سنن ابی داؤد)

حدثنا العباس بن عثمان الدمشقي قال: حدثنا الوليد بن مسلم قال: حدثنا أبو عائذ، أنه سمع سليم بن عامر، يحدث عن أبي أمامة الباهلي، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خير الكفن الحلة، وخير الضحايا، الكبش الأقرن (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۱۳۰)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لضعف أبي عائذ –وهو عُفَير بنُ معدان–.

وأخرجه الترمذي (۱۵۹۵) والطبراني في "الكبير (۷۶۸۱) و (۷۶۸۲)" وابن عدي ۵/۲۰۱۷، والبيهقي ۹/۲۷۳، والخطيب في "تاريخ بغداد ۳/۲۳۷" وابن الجوزي في "العلل المتناهية (۶۳۲)" من طريق عُفير بن معدان، به.

وفي الباب عن عبادة بن الصامت، سلف عند المصنف برقم (۱۴۷۳) وسنده ضعيف أيضًا (حاشية سنن ابنِ ماجه)

افضل یہ ہے کہ سینگوں والا جانور قربان کیا جائے، البتہ اگر ایسا جانور ہو، جس کے پیدائشی وفطری طور پر سینگ نہیں ہوتے، جیسا کہ اونٹ، تو پھر اس کی قربانی میں حرج نہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹوں کی قربانی کرنا بھی ثابت اور سنت میں داخل ہے، جن کے پیدائشی طور پر سینگ نہیں ہوتے۔ ؎1

اسی طرح اگر انسان یا کسی دوسری چیز کی حفاظت کی خاطر یا کسی اور معقول وجہ سے بغیر سینگ والے یا سینگ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کے لیے اختیار کیا جائے، تو کوئی حرج وتنگی کی بات نہیں، اور اس میں زیادہ سختی وتشدد اختیار کرنا بھی درست نہیں۔

”جماء“ یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی کا حکم

چوتھی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر قربانی میں ذبح کیے جانے والے جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، تو اکثر اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس جانور کی قربانی جائز ہے، یعنی ایسے جانور کو قربانی میں ذبح کرنے سے قربانی درست واداء ہوجاتی ہے، بشرطیکہ قربانی درست ہونے کی دیگر شرائط پائی جائیں، البتہ حنابلہ میں سے ابنِ حامد کا اس مسئلہ میں جمہور فقہائے کرام اور خود حنابلہ سے اختلاف ہے۔ ؎2

؎1 وفيه استحباب التضحية بالأقرن وأنه أفضل من الأجم مع الاتفاق على جواز التضحية بالأجم وهو الذى لا قرن له واختلفوا فى مكسور القرن(فتح البارى لابنِ حجر، ج۰ ۱ ص ۱ ۱، قوله باب أضحية النبى صلى الله عليه وسلم بكبشين أقرنين)

قوله :الجماء الجماء هى التى لم يخلق لها قرن، فتجزء، وأيهما أفضل ذات القرن أو الجماء ؟

الجواب :ذات القرن، ولهذا جاء فى الحديث :بأن من تقدم إلى الجمعة كأنما قرب كبشا أقرن ولولا أن وصف القرن مطلوب لما وصف الكبش بأنه أقرن(الشرح الممتع على زاد المستقنع، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، ج۷، ص ۴۳۶، كتاب المناسک، باب الهدى، والأضحية، والعقيقة)

؎2 الجماء من البقر والغنم -وهى المخلوقة بلا قرن -تجزء فى الأضحية والهدى عند الحنفية والمالكية وعند الحنابلة عدا ابن حامد وعند الشافعية مع الكراهة.

ودليل الجواز أن القرن لا يتعلق به مقصود ولا يؤثر فى اللحم ولم يرد فيه نهى، وقد روى أن عليا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جانوروں کے سینگ سے متعلق فنی وسائنسی تحقیق

پانچویں بات سینگ کی فنی وسائنسی تحقیق سے متعلق ہے، جس کی تفصیل وتوضیح یہ ہے کہ سینگ کوعربی زبان میں ''قرن'' اورانگریزی زبان میں ''ہارن'' (Horn) کہا جاتا ہے۔

اورجدید میڈیکل اورسائنسی تحقیق کی رُو سے مختلف جانوروں کے سینگ دوقسم کے ہوتے ہیں، ایک کو انہوں نے حقیقی یا مستقل سینگ ''Horn'' قرار دیاہے، اور یہ سینگ جانوروں کی جس جنس میں ہوتے ہیں، ان کے نَر اور مادہ دونوں قسم کے جانوروں میں پائے جاتے ہیں۔

اس قسم کے سینگوں کا مرکزی حصہ ہڈی پر مشتمل ہوتا ہے، جس پر کیریٹین (Keratin) اور دیگر پروٹین (Protein) کی تہ ہوتی ہے، کیریٹین، پروٹین کی وہی قسم ہے، جو ناخنوں (Nails) وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رضی اللہ عنہ سئل عن القرن فقال :لا یضرک، أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن نستشرف العین والأذن .

لکن ذات القرن أفضل باتفاق، للحدیث الصحیح ضحی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین أقرنین.

وقال ابن حامد من الحنابلة :لا تجزء الجماء فی أضحیة أو ھدی لأن ذھاب أکثر من نصف قرن یمنع، فذھاب جمیعہ أولی؛ ولأن ما منع منہ العور ومنع منہ العمی، وکذلک ما منع منہ العضب یمنع منہ کونہ أجم أولی(الموسوعة الفقھیة الکویتیة، ج۱۵،ص۲۹۴،مادة ''جماء'')

التضحیة بما لا قرن لہ من غنم أو بقر:

یری الحنفیة والمالکیة والحنابلة -عدا ابن حامد -أنہ یجزء الجماء -وھی التی لا قرن لھا خلقة - فی الأضحیة والھدی.

وأجاز الشافعیة التضحیة بالجماء مع الکراھة .

وقال ابن حامد :لا تجوز التضحیة بالجماء لأن ذھاب أکثر من نصف القرن یمنع، فذھاب الجمیع أولی؛ ولأن ما منع منہ العور منع منہ العمی، وکذلک ما منع منہ العضب یمنع منہ کونہ أجم أولی

(الموسوعة الفقھیة الکویتیة، ج۳۳،ص۱۵۲،مادة''قرن'')

www.idaraghufran.org

اور سینگ کی دوسری قسم کو انہوں نے غیر حقیقی یا غیر مستقل سینگ قرار دیا ہے، جس کو مخصوص سائنسی زبان میں ’’Antler‘‘ کہا جاتا ہے، یہ قسم زیادہ تر ہرن کی نسل سے تعلق رکھنے والے جانوروں بشمول بارہ سینگے میں پائی جاتی ہے، ان جانوروں کے سینگ کے اوپر کا خول یعنی Dead Horn عام طور پر افزائشِ نسل کے موسم کے بعد جھڑ کر گر جاتا ہے، البتہ اندر کی ہڈی بونی کور (Bony Core) برقرار رہتی ہے، پھر اوپر کا خول دوبارہ نمودار ہوتا ہے، اور اس طرح کے سینگ عموماً شاخ دار ہوتے ہیں، اور عام طور پر صرف نَر جانوروں میں پائے جاتے ہیں۔

جانور کا حقیقی سینگ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے، ایک حصہ کو سینگ کا خول یا ظاہرِ قرن یا غلافِ قرن کہا جاتا ہے، اور اس کو موجودہ سائنسی زبان میں ڈیڈ ہارن (Dead horn) کہا جاتا ہے، کیونکہ اس حصہ میں ’’حِس‘‘ نہیں ہوتی، اسی وجہ سے اس کو کاٹنے سے خون برآمد نہیں ہوتا، اور سینگ کے اندر والے حصہ کو باطنِ قرن کہا جاتا ہے، اور اس کو موجودہ سائنسی زبان میں ہارن کور (Horn Core) یا بونی کور (Bony Core) کہا جاتا ہے۔

سینگ کے یہ دونوں حصے ہڈی پر مشتمل ہوتے ہیں، البتہ سینگ کے باہر کا حصہ سخت کھردرا ہوتا ہے، جس میں خون سرایت نہیں کرتا، اور اندر کا حصہ حساس، اور جلد سے متصل و قریب یا اندر ہونے کی وجہ سے نرم اور چکنی ہڈی پر مشتمل ہوتا ہے، اور اس میں خون کی شریانیں اور خون کا جریان ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بعض لوگوں کی طرف سے اندر کے حصہ کو سینگ سے خارج سمجھ لیا جاتا ہے، ورنہ وہ بھی ہڈی اور سینگ کا حصہ ہے۔

جانوروں کے سینگوں اور ناخنوں کی ہڈیوں پر ایک جیسی کیریٹین (Keratin) اور پروٹین (Protein) کی تہہ ہوتی ہے۔

انسانی انگلیوں کے ناخنوں اور جانوروں کے سینگوں کی فنی و سائنسی تکییف ایک ہی طرح کی ہے، چنانچہ انسانوں کے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے کناروں پر ناخن (Nails)

سینگ نما ابھار ہیں۔ [1]

اور سینگوں (Horns) کی طرح ناخنوں کی ہڈی اور پلیٹ (Nail Plate) کی بھی حالت ہوتی ہے۔

چنانچہ ناخنوں (Nails) کا مرکزی حصہ بھی مخصوص ہڈی پر مشتمل ہوتا ہے، ناخن کی پلیٹ کا وہ وسیع حصہ، جو انگلی کی کھال کے ساتھ چپکا ہوا ہوتا ہے، اس کو سائنسی زبان میں نیل بیڈ (Nail Bed) کہا جاتا ہے، اس کی جڑ کو سائنسی زبان میں نیل روٹ (Nail Root) کہا جاتا ہے، ناخن کے اس حصہ میں خون کی روانی ہوتی ہے، اور ناخن کا جو کنارا (Edge) کھال سے الگ ہوکر باہر نکل آتا ہے، اس حصہ میں خون نہیں ہوتا، اور اس حصہ میں حِس بھی نہیں ہوتی، اس لیے اس حصہ کو کاٹنے سے نہ تو خون برآمد ہوتا، اور نہ ہی تکلیف کا احساس ہوتا۔

اس لیے ڈیڈ ہارن (Dead horn) اور ہارن کور (Horn Core) یا بونی کور (Bony Core) کا پورا مجموعہ درحقیقت ''سینگ'' اور عربی زبان میں ''قــــــرن'' اور انگریزی زبان میں ''ہارن'' (Horn) کہلاتا ہے، اور سینگ کے صرف ظاہری حصہ یعنی ڈیڈ

---

[1] A nail is horn-like envelope covering the tips of the fingers and toes in most primates and a few other mammals. Nails are similar to claws in other animals. Fingernails and toenails are made of a tough protective protein called keratin. This protein is also found in the hooves and horns of different animals.

https://en.wikipedia.org/wiki/Nail_(anatomy)

ترجمہ: ایک ناخن، ایک سینگ کی مانند ہے، جیسا کہ کوئی لفافہ ہو، جو کہ انگلیوں اور ناخنوں کے پُوروں کو ڈھک رہا ہو، یہ (یعنی ناخن) اکثر انسانوں کی شکل وصورت والے جانوروں (جیسے بندر، لنگور وغیرہ) اور دوچند دودھ دینے والوں جانوروں میں پائے جاتے ہیں، ناخن اور جانوروں کے پنکھ اور (پنجہ) کی طرح ہیں، انگلیوں اور انگوٹھوں کے ناخن، ایک سخت حفاظتی پروٹین سے بنتے ہیں، جسے کیرٹین بھی کہا جاتا ہے، اس قسم کی پروٹین مختلف جانوروں کے سینگوں اور کھُروں میں بھی پائی جاتی ہیں (وکی پیڈیا)

ہارن (Dead horn) کو سینگ قرار دینا، اور اس کے اندرونی حصہ یعنی ہارن کور (Horn Core) سینگ سے خارج سمجھنا ایسی ہی غلطی ہے، جیسا کہ کوئی انگلیوں کے ناخن کے صرف اس حصہ کنارا (Edge) کو ناخن قرار دے، جو حصہ کھال سے جدا ہوتا ہے، اور جو حصہ کھال کے ساتھ چپکا ہوا ہوتا ہے، اس کو ناخن کی حقیقت سے خارج قرار دے۔

اور ناخن کی جڑ کے قریب انگلی کے پوروے کا جوڑ ہے، جس کی وجہ سے ناخن کا جڑ سے اکھڑنا ممکن ہوتا ہے۔

سینگ والے جانوروں کی جنس کے نومولود جانور کے ابتدائی چند ماہ کی عمر میں سینگ بنانے والے ٹشو (Horn Forming Tissue) سینگ کی جڑ سے جڑے نہیں ہوتے، اور جلد کے ساتھ متصل اور نیچے کھوپڑی کی ہڈی سے اوپر منفصل ہوتے ہیں، اس وقت سینگ کا بھی جڑ سے اکھڑنا ممکن ہوتا ہے، جس کو سائنسی زبان میں ڈس بڈنگ ''Disbudding'' کہا جاتا ہے۔ [1]

پھر جانور کی پیدائش کے چند ماہ کے بعد کھوپڑی کے اوپر والی ہڈی (Bone) ابھر کر سینگ کی شکل میں باہر نکل آتی ہے، جو کھوپڑی کی ہڈی یعنی ''جمجمة'' یا ''سکل'' (Skull) سے جڑی ہوتی ہے، اور جلد کے نیچے والی مخصوص ہڈی کو سائنسی زبان میں فرنٹل بون (Frontal Bone) کہا جاتا ہے۔

(مذکورہ تفصیل کو سمجھنے کے لیے کتاب کے آخر میں سینگ کا تصویری خاکہ ملاحظہ فرمائیں)

اس صورت میں سینگ کا درحقیقت جڑ سے اکھڑنا، مذکورہ طریقہ پر ممکن نہیں ہوتا۔

جانور، سینگ کو اپنے دفاع میں استعمال کرتے ہیں، علاقہ پر اپنا تسلط یا اپنی برتری ثابت کرنے اور مادہ جانوروں پر اپنا استحقاق ثابت کرنے کے لیے سینگ کو استعمال کرتے ہیں،

---

[1] علم طب میں ''ٹشو'' سے خلیات کا ایسا مجموعہ مراد ہوا کرتا ہے، جو کسی بھی کثیر خلوی جاندار (بشمول حیوانات ونباتات) میں کوئی عضو بنانے میں حصہ لیتا ہے، اردو میں انہیں ''بافت'' یا ''بافتیں'' کہا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

اس کے علاوہ جانور سینگ زمین کھودنے، درختوں کی چھال اتارنے، یا اپنے جسم کے کسی حصہ میں خارش وغیرہ کرنے کے کام میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

انسانوں میں جانوروں کے سینگ کا استعمال مختلف اغراض کے لیے ہوتا ہے، بعض لوگ جانوروں کے سینگ کو سجاوٹ یا شکار کے تمغہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، موسیقی کے بعض آلات کے طور پر بھی سینگ کا استعمال کیا جاتا ہے، اور برتن بنانے میں بھی، بعض جگہ سینگ کو استعمال کیا جاتا ہے، بعض علاقوں میں لوگ اپنے سر پر بھی کسی مقصد کے لیے سینگ پہنتے ہیں۔

سینگ والے جانوروں کے سینگ ختم کرنا یا کاٹنا بھی مختلف اغراض ومقاصد کے لیے ہوتا ہے، بعض اوقات خود اس جانور کی حفاظت کے لیے، تاکہ سینگ کسی جھاڑی یا سلاخ وغیرہ میں نہ پھنس جائے، بعض اوقات سینگ والے جانور کی طرف سے انسان یا جانور یا کسی دوسری چیز پر حملے سے حفاظت کے لیے، بعض اوقات تنگ جگہ میں جانور کو رکھنے کے لیے، کیونکہ بے سینگ والا جانور کم جگہ پر رہ سکتا ہے، بعض اوقات بدشکل یا ادھورے سینگ ”Scur“ کو ختم کرنے کے لیے، جانوروں کے سینگ کاٹے جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں جانوروں کے سینگ ختم کرنے کے لیے یا تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ جانور کی پیدائش کے بعد نومولودگی کی عمر میں سینگ کے نشو یعنی مخصوص ہڈی (Bud) کو نکال دیا جاتا ہے، اس طریقہ کو موجودہ سائنسی زبان میں ڈس بڈنگ ”Disbudding“ کہا جاتا ہے، اور اس عمل کو بعض اوقات تو جگہ سُن کرکے داغ لگا کر اختیار کیا جاتا ہے، اور بعض اوقات مخصوص قسم کے کیمیکل لگا کر بھی اختیار کیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں جانور کا وہ سینگ خود بخود جھڑ کر الگ ہوجاتا ہے، یہ عمل جانور کے لیے کم تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

اور جب جانور بڑا ہوجاتا ہے، اور اس کے سینگ کی ہڈی باہر نکل آتی ہے، اس وقت سینگ نکالنے کے طریقہ کو موجودہ سائنسی زبان میں ڈی ہارننگ ”Dehorning“ کہا جاتا ہے، یہ طریقہ جانور کے لیے زیادہ تکلیف کا باعث ہوتا ہے، خاص طور پر جب وہ جگہ سُن نہ کی

جائے یا جانور کو بے ہوش کیے بغیر یہ عمل اختیار کیا جائے، اور اس طریقہ میں جانور کے سینگ والی جگہ سے خون بھی بہتا ہے، جس کو روکنے اور زخم کو ٹھیک کرنے کے لیے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے، البتہ اگر سینگ کی صرف نوک (یعنی Dead Horn) والے حصہ کو کاٹا جائے، تو جانور کو تکلیف نہیں ہوتی، اور نوک دوبارہ نہیں بنتی، اور اس طریقہ میں خون بھی برآمد نہیں ہوتا۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ جانور کے سینگ کے اوپر والے خول یا ظاہرِ قرن (Dead Horn) کی جڑ یا اس کے نیچے والا آخری سرا جانور کی جلد (Skin) کے ساتھ متصل ہوتا ہے، اور سینگ کے اندر والا خول یا باطنِ قرن (Horn Core) دراصل سر کی کھوپڑی، جس کو عربی زبان میں ''الــجــمــجــمة'' کہا جاتا ہے، اور انگریزی زبان میں ''سکل'' (Skull) کہا جاتا ہے، اس سے وابستہ ہوتا ہے، اور سینگ کے نیچے فرنٹل بون (Frontal Bone) نامی ہڈی کے درمیان ایک خلا ہوتا ہے، جس کو سائنسی زبان میں فرنٹل سائنس (Frontal Sinus) کہا جاتا ہے، فرنٹل بون (Frontal Bone) کی ہڈی کے نیچے والے سرے کے بعد دماغ (Brain) واقع ہوتا ہے۔

اس طرح ''جمجمة'' (Skull) سر کی کھوپڑی کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے، جو مختلف ہڈیوں پر مشتمل ہے، جس میں فرنٹل بون (Frontal Bone) بھی داخل ہے۔ [1]

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

---

[1] (و)الجمجمة، (بالضم :القحف أو العظم) الذى (فيه الدماغ، ج :) جمجم) ، كذا فى المحكم، وقيل :(الجمجمة :عظم الرأس المشتمل على الدماغ .وقال ابن الأعرابى :عظام الرأس كلها) جمجمة، وأعلاها الهامة، وقال ابن شميل :الهامة :هى الجمجمة جمعاء ، وقيل :القحف: القطعة من الجمجمة(تاج العروس من جواهر القاموس، ج ۳۱، ص ۴۲۵، فصل الجيم مع الميم، مادة ”ج م م“)

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 1)

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا مفصل ومدلل حکم

مذکورہ تمہیدی باتوں کے بعد عرض ہے کہ اگر کسی جانور کے پیدائشی طور پر سینگ موجود تھے، پھر کسی حادثہ یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے اس کے سینگ ٹوٹ گئے، یا کسی وجہ سے اس کے سینگ کاٹ دیئے گئے، تو ایسے جانور کی قربانی کے جائز یا مکروہ وممنوع وغیرہ ہونے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

اکثر حضرات سینگ کے بغیر قربانی کو جائز اور بعض حضرات سینگ والے جانور کی قربانی کو افضل اور سینگ ٹوٹے یا کٹے ہوئے جانور کی قربانی کو جائز مگر خلافِ اولیٰ قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض حضرات اس صورت میں قربانی کو ممنوع یا مکروہ قرار دیتے ہیں، جبکہ سینگ ٹوٹنے والی جگہ سے خون بہہ رہا ہو، یعنی زخم درست نہ ہوا ہو، اور زخم درست ہونے کے بعد بلا کراہت جائز قرار دیتے ہیں، اور بعض حضرات آدھا یا اس سے زیادہ سینگ ٹوٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی کو ناجائز اور آدھے سے کم ٹوٹا ہوا ہونے کی صورت میں جائز قرار دیتے ہیں۔

اور بعض مشائخِ حنفیہ سینگ ٹوٹنے کا اثر مشاش، مخ یا دماغ تک پہنچنے کی صورت میں قربانی کو ناجائز، ورنہ جائز قرار دیتے ہیں۔ [1]

---

[1] أما الأنعام التى تجزء التضحية بها لأن عيبها ليس بفاحش فهى كالآتى:

الجماء :وتسمى الجلحاء ، وهى التى لا قرن لها خلقة، ومثلها مكسورة القرن إن لم يظهر عظم دماغها، لما صح عن على رضى الله عنه أنه قال لمن سأله عن مكسورة القرن :لا بأس، أمرنا أن نستشرف العينين والأذنين.

وقد اتفقت المذاهب على إجزاء الجماء ، واختلفت فى مكسورة القرن، فقال المالكية :تجزء ما لم يكن موضع الكسر داميا، وفسروا الدامى بما لم يحصل الشفاء منه، وإن لم يظهر فيه دم.

وقال الشافعية :تجزء وإن أدمى موضع الكسر، ما لم يؤثر ألم الانكسار فى اللحم، فيكون مرضا مانعا من الإجزاء .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

آ گے اس مسئلہ کو کچھ مفصل ومدلل انداز میں تحریر کیا جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الحنابلة :لا تجزء إن كان الذاهب من القرن أكثر من النصف، وتسمى عضباء القرن(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵،ص۸۵،مادة " أضحية")

أما مكسورة القرن سواء أكانت عضباء أم قصماء فإنها تجزء عند الحنفية إذا لم يبلغ الكسر المشاش، فإذا بلغ الكسر المشاش فإنها لا تجزء.

وتجزء عند المالكية إن برء الكسر ولم يدم، فإن كان الكسر يدمى فلا تجزء؛ لأنه مرض، والمراد عدم البرء لا خصوص سيلان الدم.

وقال الشافعية :يجوز مع الكراهة التضحية بمكسورة القرن سواء أدمى قرنها أم لا إذا لم يؤثر فى اللحم؛ لأن القرن لا يتعلق به كبير غرض، فإن أثر الكسر فى اللحم فلا تجزء.

وقيد الحنابلة الإجزاء وعدمه بالمساحة .فإن كان الذاهب أكثر قرنها فإنها لا تجزء، لأن الأكثر كالكل، ولحديث على رضى الله تعالى عنه قال :نهى النبى صلى الله عليه وسلم أن يضحى بأعضب الأذن والقرن ، قال قتادة :فذكرت ذلك لسعيد بن المسيب فقال :العضب :النصف أو أكثر من ذلك.

وعن الإمام أحمد روايتان فيما زاد على الثلث.

إحداهما :إن كان دون النصف جاز واختاره الخرقى.

والثانية :إن كان ثلث القرن فصاعدا لم يجز وإن كان أقل جاز ولا يجزء عند الحنابلة العصماء وهى التى انكسر غلاف قرنها.

ومستأصلة القرنين دون أن تدمى، أى مكسورتهما من أصلهما، ففيها قولان عند المالكية .قال ابن حبيب :لا تجزء، وقال ابن المواز :تجزء وهو المنقول عن كتاب محمد بن القاسم.

والمفهوم من كلام الحنابلة أنها لا تجزء عندهم إذ لا يجزء عندهم ما ذهب نصف قرنها(الموسوعة الفقهية الكويتية،ج۱۵،ص۲۹۵،مادة"جماء")

يرى الحنفية أن مكسورة القرن تجزء ما لم يبلغ الكسر المشاش، فإذا بلغ الكسر المشاش فإنها لا تجزء، والمشاش رء وس العظام مثل الركبتين.

وذهب المالكية إلى أنه يجزء فى الهدايا والضحايا المكسورة القرن إلا أن يكون يدمى فلا يجوز لأنه مرض .

وقال الشافعية :تجزء التى انكسر قرنها مع الكراهة، سواء أدمى قرنها بالانكسار أم لا؟ قال القفال :إلا أن يؤثر ألم الانكسار فى اللحم فيكون كالجرب.

وذهب الحنابلة إلى أنه لا تجزء العضباء -وهى التى ذهب أكثر أذنها أو قرنها -لحديث على رضى الله عنه قال :نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يضحى بأعضب القرن والأذن قال قتادة : فذكرت ذلك لسعيد بن المسيب فقال :العضب النصف أو أكثر من ذلك، وقال أحمد :العضباء ما ذهب أكثر أذنها أو قرنها، نقله حنبل لأن الأكثر كالكل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۳،ص۱۵۲،مادة"قرن")

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر 1)

مکسورُ القرن کی قربانی سے متعلق احادیث وروایات

چونکہ اس وقت اصل زیرِ بحث مسئلہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا ہے، جس میں مخصوص طریقہ پر جانور کے سینگ کاٹنے ''Dehorning'' یا نکالنے ''Disbudding'' کا عمل بھی داخل ہے، اس لیے اس کو کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے متعلق فقہائے کرام کے مذکورہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں احادیث وآثار میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے فقہائے کرام کی آراء بھی اس سلسلہ میں مختلف ہوگئیں، پہلے اس سلسلہ میں چند احادیث وآثار ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُصْفَرَّةِ، وَالْمُسْتَأْصَلَةِ، وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ، وَكُسْرَاءَ، وَالْمُصْفَرَّةُ: الَّتِى تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتّٰى يَبْدُوَ سِمَاخُهَا " وَالْمُسْتَأْصَلَةُ: الَّتِىْ اسْتُؤْصِلَ قَرْنُهَا مِنْ أَصْلِهِ، وَالْبَخْقَاءُ : الَّتِى تُبْخَقُ عَيْنُهَا، وَالْمُشَيَّعَةُ : الَّتِى لَا تَتبَعُ الْغَنَمَ عَجَفًا وَضَعْفًا، وَالْكَسْرَاءُ : الْكَسِيْرَةُ (ابوداؤد، رقم الحديث ٢٨٠٣، كتاب الضحايا، باب مايكره من الضحايا)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مصفرۃ سے، اور مستأصلۃ سے، اور بخقاء سے، اور مشیعۃ سے، اور کسراء سے۔ اور مصفرہ وہ ہے کہ جس کے کان کاٹ دیے گئے ہوں، یہاں تک کہ اُن کا (اندرونی) سوراخ نظر آنے لگے، اور مستأصلۃ وہ ہے کہ جس کے سینگ جڑ سے الگ ہو گئے ہوں، اور بخقاء وہ ہے کہ جس کی آنکھ پھوڑ دی گئی ہو (یا اُس کی آنکھ میں بینائی نہ ہو)، اور مشیعۃ وہ ہے کہ جو ریوڑ کے پیچھے کمزوری اور ضعف کی وجہ سے نہ چل سکے، اور کسراء، لاغر جانور ہے (جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو) (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جانور کا سینگ مکمل طریقہ پر کاٹ دیا گیا ہو، اس کی قربانی منع ہے، البتہ بعض حضرات نے اس سے کراہتِ تنزیہی کے درجہ کی ممانعت کو مراد لیا ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ حدیث کو بعض حضرات نے سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] قال ابن الملقن:

ولم يضعفه أبو داود فهو صالح الاحتجاج به عنده، وقال الحاكم في أواخر كتاب الحج: إسناده صحيح. وقال في هذا الباب: إنه حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. وفي رواية الحاكم عن يزيد بن خالد بدل يزيد ذو مصر وأعله عبد الحق فقال: أبو حميد ويزيد ليسا بمشهورين -فيما أعلم- ولا أعلم روى عن يزيد إلا أبو حميد ولا عن (أبي) حميد إلا ثور بن يزيد.

قلت: تبع في ذلك ابن حزم فإنه أعله بهما لكن صحفها فقال في محلاه: وجاء خبر أنه لا تجزء المستأصلة قرنها ولا يصح؛ لأنه من طريق أبي جميل الرعيني عن أبي مصر وهما مجهولان. هذا كلامه. وكذا في نسخة معتمدة منه -وصوابه عن أبي حميد- بالحاء والدال المهملتين -عن يزيد ذي مصر- كما قدمته -ويزيد هذا روى عنه أبو حميد الرعيني وغيره، وذكره ابن حبان في ثقاته وهو أحد الأشراف، وعن صفوان بن عمرو عن أمه قالت: قدم يزيد ذو مصر على معاوية في ثلاثة آلاف فقال: من هؤلاء؟ فقال: عبيدي وموالي. فقال: إني لأمير المؤمنين وما لي هذا. وأبو حميد قد أخرج الحاكم له وصحح حديثه كما تقدم، فهو مؤذن بالوقوف على معرفة حاله (البدر المنير لابن الملقن، ج ۹ ص ۲۹۷، ۲۹۸، كتاب الضحايا، الحديث الرابع عشر)

وقال عبدالمحسن العباد:

فالحديث يدل على أن هذه الأشياء مما يكره في الضحايا، لكن الحديث غير ثابت عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

البتہ بعض حضرات نے آگے آنے والی حضرت براء اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی روایات کے پیشِ نظر مذکورہ روایت کو حسن لغیرہٖ قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ آگے آنے والی حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت سے مذکورہ حدیث کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ وہ روایت مذکورہ روایت کے بظاہر مخالف ہے، اسی لیے بعض اہلِ علم حضرات نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی آنے والی روایت کو مذکورہ روایت کے لیے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرسول صلى الله عليه وسلم؛ لأن فيه رجلاً مجهولاً وفيه رجلاً مقبولاً لا يحتج به إلا عند المتابعة (شرح سنن ابى داؤد للعباد ، كتاب الضحايا، باب مايكره من الضحايا)

وقال الالبانى:

قلت :وهذا إسناد ضعيف؛ أبو حميد الرعيني وشيخه يزيد ذو مصر مجهولان؛ كما قال ابن حزم، ونقله ابن حجر فى "التهذيب "، وأقره .وأما فى "التقريب "فصرح فى الأول أنه مجهول .ومثله قول الذهبى : "لا يعرف ."وفى الآخر قال : "مقبول ". وكأنه لتوثيق ابن حبان إياه(۳/۲۹۲) ..ولا قيمة له؛ لما نبهنا عليه مرارا.

وأشار الذهبى إلى ذلك هنا أيضا؛ فقال":وثق ."

وسكت المنذرى عن الحديث !وهذا من تساهله الذى يجهلة كثير من المتأخرين.

والحديث أخرجه البيهقى (۹/۲۷۵)عن المؤلف بإسناديه عن عيسى -وهو ابن يونس السبيعى-.

وأخرجه أحمد (۴/۱۸۵) :ثنا على بن بحر ...به.

ومن طريق اخر عن عيسى ...به.

والحاكم (4/225) من طريق على بن بحر، لكن وقع فى إسناده تحريفات فى إسناده! وصححه !وسكت عنه الذهبى!(ضعيف أبى داود ،ج۲،ص۳۷۷، كتاب الاضاحى،باب ما يكره من الضحايا)

[1] قال شعيب الارنؤوط:

حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف، أبو حميد الرعيني ويزيد ذو مِصر مجهولان .عيسى: هو ابن يونس السبيعي، وثور :هو ابن يزيد.

وأخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير۸/۳۳۰"وأحمد (۱۷۶۵۲)والطبرانى فى "الكبير(۱۷/۳۱۴)"والحاكم ۴/۲۲۵، والبيهقى ۹/۲۷۵، والمزى فى ترجمة يزيد من "تهذيب الكمال۳۲/۲۹۲ـ ۲۹۳ "من طريق عيسى بن يونس، بهذا الإسناد.

وأخرجه الحاكم ۱/۴۶۹من طريق صدقة بن عبد الله، عن ثور، عن أبى حميد قال :كنا جلوساً إلى عتبة بن عبد، فأقبل يزيد ذو مصر ...وإسناده ضعيف.ويشهد له حديث البراء السالف قبله.وحديث على بن أبى طالب الآتى بعده (حاشية سنن ابى داوٗد)

www.idaraghufran.org

ناسخ قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرویات کا تعلق ہے، تو ان سے اس سلسلہ میں مختلف قسم کی روایات مروی ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

براء رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عبید بن فیروز سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَأَلَ الْبَرَاءَ عَنِ الْأَضَاحِيِّ، مَا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا كَرِهَ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَدِيْ أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ فَقَالَ: أَرْبَعٌ لَا تُجْزِءُ: الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيْرُ الَّتِي لَا تُنْقِيْ قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ أَوْ قَالَ: فِي الْأُذُنِ نَقْصٌ، أَوْ فِي السِّنِّ نَقْصٌ، قَالَ: مَا كَرِهْتَ، فَدَعْهُ، وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۵۱۰، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۷۱۸) [1]

---

[1] قال الحاكم:

هذا حديث صحيح، ولم يخرجاه لقلة روايات سليمان بن عبد الرحمن، وقد أظهر على بن المديني فضائله وإتقانه ولهذا الحديث شواهد متفرقة بأسانيد صحيحة، ولم يخرجاها (مستدرک حاکم)

وقال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير سليمان بن عبد الرحمن، وهو ابن عيسى المصرى الدمشقى الكبير أبو عمرو -ويقال أبو عمر- وعبيد بن فيروز، فمن رجال أصحاب السنن، وكلاهما ثقة، وقال أحمد فى سليمان: ما أحسن حديثه عن البراء فى الضحايا. قلنا: وقد صرّح بسماعه من عبيد بن فيروز فى هذه الرواية وغيرها، وهذا يدفع قول الليث -فيما سيأتى- إنه سمعه منه بواسطة. عفان: هو ابن مسلم الصفار.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانوروں کے متعلق سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے، اور کس کی قربانی کو مکروہ سمجھا ہے؟ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه ابن عبد البر فی "التمهيد ۲۰/ ۱٦٦"، وفی "الاستذكار ۱۵/ ۱۲۴"من طريق عفان بن مسلم الصفار، بهذا الإسناد .وقرن بعفّان عاصمَ بنَ علی.

وأخرجه الطيالسی (۷۴۹)ومن طريقه البيهقی فی "السنن الكبری ۹/ ۲۷۴ "والدارمی (۱۹۵۰)وأبو داود (۲۸۰۲)والترمذی(۱۴۹۷)والنسائی فی "المجتبی ۷/ ۲۱۴- ۲۱۵"وفی "الكبری(۴۴۵۹)"و(۴۴٦۰) وابن ماجه (۳۱۴۴) وابن الجارود (۹۰۷)والدولابی فی "الكنی والأسماء 2/15 "، وابن خزيمة (2912) ، وأبو القاسم البغوی فی "الجعديات "(876) - ومن طريقه المزی فی "تهذيب الكمال "(ترجمة عبيد بن فيروز) - والطحاوی فی "شرح معانی الآثار 4/168 "، وابن حبان (5922) ، والحاكم 468-1/467، والبيهقی فی "السنن5/242 "، وفی "شعب الإيمان" (7329) ، وابن عبد البر فی "التمهيد 20/165 "من طرق، عن شعبة، به.

قال الترمذی :هذا حديث حسن صحيح، لا نعرفه إلا من حديث عبيد بن فيروز، عن البراء ، والعمل على هذا الحديث عند أهل العلم .وقال الحاكم :هذا حديث صحيح، ولم يخرجاه لقلة روايات سليمان بن عبد الرحمن، وقد أظهر عليٌّ ابن المدينی فضائله وإتقانه.

وأخرجه البخاری فی "التاريخ الكبير 2/6 "عن أبی صالح عبد الله بن صالح المصری، والنسائی فی "المجتبی7/215-216 "، وفی "الكبری "(4461) ، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار 4/168 "، وابن عبد البر فی "التمهيد 20/165 "من طريق ابن وهب، وابن حبان (5919) من طريق أبی الوليد، والبيهقی فی "السنن 9/274 "من طريق يحيى بن عبد الله بن بكير، أربعتهم عن ليث بن سعد، عن سليمان بن عبد الرحمن الدمشقی، عن عبيد بن فيروز، به .وقرن ابنُ وهب بالليث عمرَو بنَ الحارث، وابنَ لهيعة، إلا أن النسائی أبهم ابنَ لهيعة فی روايته.

وخالف عثمانُ بن عمر:

فرواه -عند البخاری فی "التاريخ الكبير 6/1 "، والبيهقی -9/274عن الليث، عن سليمان، عن القاسم مولى خالد بن يزيد بن معاوية، عن عبيد بن فيروز، فزاد فی الإسناد القاسم مولى خالد بن يزيد .قال عثمان بن عمر :فقلت لليث بن سعد :يا أبا الحارث،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، اور میرا ہاتھ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے چھوٹا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إن شعبة يروى هذا الحديث عن سليمان ابن عبد الرحمن، سمع عبيد بن فيروز .قال: لا، إنما حدثنا به سليمان، عن القاسم مولى خالد، عن عبيد بن فيروز .قال عثمان بن عمر :فلقيت شعبة، فقلت :إن ليثاً حدثنا بهذا الحديث عن سليمان بن عبد الرحمن، عن القاسم، عن عبيد بن فيروز، وجعل مكان "الكسير التى لا تُنقى" :"العجفاء التى لا تُنقى ."قال :فقال شعبة :هكذا حفظتُه كما حدثت به.

وقال ابنُ عبد البر فى "التمهيد 20/66 " ا :167-أدخل عثمان بن عمر فى هذه الرواية بين سليمان وبين عبيد بن فيروز القاسمَ، وهذا لم يذكره غيره ...

وشعبةُ موضعهُ من الإتقان والبحث موضعه، وابنُ وهب أثبت فى الليث من عثمان بن عمر، ولم يذكر ما ذكر عثمان بق عمر، فاستدللنا بهذا أن عثمان بن عمر وهم فى ذلک، والله أعلم.

وقال البخارى -فيما نقله الترمذى عنه فى "العلل :-2/645 "وكان على ابن عبد الله -وهو المدينى -يذهب إلى أن حديث عثمان بن عمر أصح، وما أرى هذا الشىء ، لأن عمرو بن الحارث ويزيد بن أبى حبيب رويا عن سليمان ابن عبد الرحمن، عن عبيد بن فيروز، عن البراء ، وهذا عندنا أصح.

قلنا :رواية يزيد بن أبى حبيب عند البخارى فى "التاريخ الكبير 6/1 "، والترمذى (1497) ، و"العلل الكبير "له 2/644، وأما رواية عمرو بن الحارث فإنما رواها البخارى فى "التاريخ6/1 "، والبيهقى 9/274من طريق أسامة بن زيد، عنه، عن يزيد بن أبى حبيب، عن عبيد بن فيروز، به وأسامة بن زيد -وهو الليثى -صدوق يهم.

وسيرد من طريق عثمان بن عمر، عن مالک، عن عمرو بن الحارث، عن عبيد بن فيروز، به، برقم (18675) ، سقط منه سليمان بن عبد الرحمن بين عمرو وعبيد، وسيأتى الكلام فيه.

وسيرد أيضا بالأرقام :(18542) و (18543) و (18667).

وفى الباب عن على رضى الله عنه قال :نهى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يُضحَّى بعضباء القرن والأذن، سلف برقم 633)).

وعنه أيضاً :أمرنا رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن نستشرف العين والأذن، وأن لا نضحى بعوراء ، ولا مقابلة، ولا مدابرة، ولا شرقاء ، ولا خرقاء .سلف برقم (851).

وعن عتبة بن عبد السلمى :إنما نهى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن المصفرة والمستأصلة قرنها من أصلها ...سلف (17652) (حاشية مسند احمد)

وسلم نے فرمایا کہ چار (طرح کے) جانور قربانی میں کافی نہیں ہوسکتے، ایک تو وہ ''کانا'' جانور جس کا کانا ہونا واضح ہو، دوسرے ایسا بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو، تیسرے وہ لنگڑا جانور جس کی لنگراہٹ واضح ہو، چوتھے وہ جانور جس کی ہڈی ٹوٹ کر اس ہڈی کا (اندروالا مخصوص) گودا ختم ہوگیا ہو، حضرت عبید بن فیروز نے کہا کہ میں اس جانور کو مکروہ سمجھتا ہوں جس کے سینگ میں کوئی نقص ہو، یا یہ کہا کہ جس کے کان میں کوئی نقص ہو، یا جس کے دانت میں کوئی نقص ہو؟ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ تم جسے مکروہ سمجھتے ہو، اسے چھوڑ دو، لیکن کسی دوسرے پر اسے حرام قرار نہ دو (مسنداحمد)

مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ اس حدیث میں جن جانوروں کی قربانی کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، ان میں سینگ ٹوٹا ہوا جانور شامل نہیں، نیز مذکورہ حدیث میں سینگ میں نقص وعیب ہونے کی صورت میں بھی قربانی کو حرام قرار دینے سے منع کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگ ٹوٹے یا کٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے۔

جبکہ بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث میں سینگ کے نقص وعیب سے مراد وہ ہے، جو فاحش درجہ کا نہ ہو، مثلاً آدھے سینگ سے کم ٹوٹا یا کٹا ہوا ہو، جس کی تفصیل آگے فقہائے کرام کی عبارات میں آتی ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت اسرائیل، ابواسحاق سے، اور وہ شریح نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَلَا يُضَحّٰى بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ

وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ .

قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ: الْمُقَابَلَةُ: مَا قُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا، وَالْمُدَابَرَةُ: مَا قُطِعَ مِنْ جَانِبِ الْأُذُنِ، وَالشَّرْقَاءُ: الْمَشْقُوقَةُ، وَالْخَرْقَاءُ: الْمَثْقُوبَةُ

(مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۵۳۲) [۱]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ہم جانور کی آنکھ اور کان کو توجہ سے دیکھ لیں، اور ''مقابلة'' اور ''مدابرة'' اور ''شرقاء'' اور ''خرقاء'' کی قربانی نہ کی جائے۔

ابواسحاق نے فرمایا کہ ''مقابلة'' وہ ہے، جس کے ''کان'' کا ایک حصہ کاٹ دیا جائے، اور ''مدابرة'' وہ ہے، جس کا ''کان'' پچھلی جانب سے کاٹ دیا جائے، اور ''شرقاء'' وہ ہے، جس کا ''کان'' پھاڑ دیا جائے، اور ''خرقاء'' وہ ہے جس کے کان وغیرہ میں سوراخ کر دیا جائے (حاکم)

سنن ابی داؤد میں حضرت زہیر، ابواسحاق سے، اور وہ شریح نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَلَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ، وَلَا مُقَابَلَةٍ، وَلَا مُدَابَرَةٍ، وَلَا خَرْقَاءَ، وَلَا شَرْقَاءَ قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: أَذَكَرَ عَضْبَاءَ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابَلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَرَفُ الْأُذُنِ قُلْتُ: فَمَا الْمُدَابَرَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الْأُذُنِ .قُلْتُ: فَمَا الشَّرْقَاءُ؟ قَالَ:

---

[۱] قال الحاكم:
هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ أَسَانِيدُهُ كُلُّهَا وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَأَظُنُّهُ لِزِيَادَةٍ ذَكَرَهَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَلَى أَنَّهُمَا لَمْ يَحْتَجَّا بِقَيْسٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ الْقَاضِي، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الزَّكِيُّ، ثنا أَبُو كَامِلٍ مُظَفَّرُ بْنُ مُدْرِكٍ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ بِنَحْوِهِ .قَالَ قَيْسٌ: قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: سَمِعْتَهُ مِنْ شُرَيْحٍ؟ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَشْوَعَ، عَنْهُ.

www.idaraghufran.org

تُشَقُّ الْأُذُنُ قُلْتُ: فَمَا الْخَرْقَاءُ؟ قَالَ: تُخْرَقُ أُذُنُهَا لِلسِّمَةِ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۸۰۴) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ قربانی کے جانور کی آنکھ، کان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرلیا کریں، اور ہم بھینگے جانور کی قربانی نہ کریں اور اسی طرح ''مقابلة'' اور ''مدابرة'' اور ''خرقاء'' اور ''شرقاء'' کی بھی قربانی نہ کریں۔

حضرت زہیر راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق سے کہا کہ کیا ''عضباء'' (یعنی

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

حسن، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه، فإن أبا إسحاق – وهو عمرو بن عبد الله السبيعي – لم يسمع هذا الحديث من شريح بن النعمان، بينهما سعيد بن عمرو بن أشوع، كما جاء في رواية قيس بن الربيع عن أبي إسحاق عند أبي الشيخ في "الأضاحي" كما في "شرح الترمذي" للعراقي /6ورقة 12، والحاكم 224 /4إذ قال قيس: قلت لأبي إسحاق: سمعته من شريح؟ قال: حدثني ابن أشوع عنه .وقد أورد ذلك أيضاً الدارقطني في "العلل239 /3 "، وذكر أن الجراح بن الضحاك قد رواه عن أبي إسحاق، عن سعيد ابن أشوع، عن شريح بن النعمان، عن علي مرفوعاً .قلنا: وسعيد بن عمرو بن أشوع ثقة، وقيس بن الربيع كان شعبة وسفيان يوثقانه، وتكلم فيه الأكثرون، ولكن الجراح ابن الضحاك صدوق حسن الحديث، فباجتماع روايتيهما يحسن الحديث، وذكر العراقي أن أبا الشيخ رواه في "الأضاحي" بسند جيد إلى زهير بن معاوية وأبي بكر بن عياش، وصرح فيه أبو إسحاق بسماعه لهذا الحديث من شريح بن النعمان، فالله تعالى أعلم.

وقد رواه الثوري، عن ابن أشوع، عن شريح، عن علي موقوفاً .قال الدارقطني: ويشبه أن يكون القول قول الثوري.

وأورده كذلك البخاري في "تاريخه الكبير 230 /4 "من طريق إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن شريح بن النعمان، به مرفوعاً، وقال: لم يثبت رفعُه .ثم ساقه من طريق أبي نعيم ووكيع عن سفيان الثوري، عن سعيد بن أشوع، قال: سمعت شريح بن النعمان يقول: لا مقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء .سليمة العين والأذن.

وأخرجه ابن ماجه (3142)، والترمذي (1573)و (1574)، والنسائي - (4372 4375) من طرق عن أبي إسحاق السبيعي، به.

وهو في "مسند أحمد (609) "، وصححه الترمذي، وانتقاه ابن الجارود (906)، وصححه الحاكم 224 /4ووافقه الذهبي، وصححه كذلك الضياء في "المختارة" (487)و .(488)(حاشية سنن ابى داؤد)

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور) کا بھی اس روایت میں ذکر آیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں! میں نے کہا کہ ''مقابلة'' کس کو کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جس کے ''کان'' کا حصہ کٹا ہوا ہو، پھر میں نے کہا کہ ''مدابرة'' کس کو کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جس کا ''کان'' پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو، پھر میں نے کہا کہ ''شرقاء'' کس کو کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جس کے ''کان'' چرے ہوئے ہوں، پھر میں نے کہا کہ ''خرقاء'' کس کو کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جس کے ''کان'' پھٹے ہوئے ہوں (سنن ابی داؤد)

کان اور دُم وغیرہ کا کتنا حصہ کٹا ہوا ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں؟ اس کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے رسالہ میں ذکر کردی ہے۔

اور مذکورہ روایات میں سینگ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کا ذکر نہیں، جس سے بعض فقہائے کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ سینگ کا نہ ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں۔

علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضَحّٰى بِعَضْبَاءِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ (مسنداحمد، رقم الحديث ٦٣٣) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده حسن، جُرى بن كليب هو السدوسى البصرى صاحب قتادة روى عنه قتادة، وكان يثنى عليه خيراً، وحسن الترمذى حديثه هذا، وصححه الحاكم ووافقه الذهبى وقال أبو حاتم :شيخ لا يحتج بحديثه، ووثقه العجلى وذكره ابن حبان فى "الثقات"، وباقى رجاله ثقات رجال الصحيحين .هشام :هو ابن أبى عبد الله الدستوائى.
وأخرجه أبو داود (2805) عن مسلم بن إبراهيم، عن هشام الدستوائى، بهذا الإسناد .
وسيأتى برقم (791) و (1048) و (1066) و (1157) و (1158) و (1293) و (1294).

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ (ٹوٹے ہوئے) اور کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا (مسند احمد)

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کو ممنوع قرار دیا ہے، جبکہ دیگر حضرات نے آگے آنے والی روایت اور اس سے پچھلی روایت کے پیشِ نظر اس سے اتفاق نہیں فرمایا، اور انہوں نے مذکورہ روایت کو مؤوّل یا مرجوح وغیرہ قرار دیا۔

علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

حضرت حجیہ بن عدی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

اَلْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، قُلْت: فَإِنْ وَلَدَتْ؟ قَالَ: اِذْبَحْ وَلَدَهَا مَعَهَا، قُلْتُ: فَالْعَرْجَاءُ، قَالَ: إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسِكَ، قُلْتُ: فَمَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ، قَالَ: لَا بَأْسَ أُمِرْنَا، أَوْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَيْنِ وَالْأُذُنَيْنِ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۵۰۳، ابواب الاضاحی، باب فی الضحية بعضباء القرن والأذن) [1]

ترجمہ: گائے سات افراد کی طرف سے ہوتی ہے، میں نے عرض کیا کہ اس کے اگر بچہ پیدا ہو جائے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بچے کو بھی اس کے ساتھ ذبح کر دو، میں نے عرض کیا کہ لنگڑے جانور کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو (خود سے چل کر) اپنی قربان گاہ تک پہنچ جائے (تو اس کی قربانی جائز ہے) میں نے عرض کیا کہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کا کیا حکم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وله طريق أخرى ضعيفة ستأتی برقم (734)، ويأتی أيضاً بسند حسن عن علیٍ قال: أمرنا رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن نستشرفَ العين والأذن، وفنه: أن رجلاً سأله عن مكسورة القرن، فقال: لا يضرك. وفی الباب عن عتبة بن عبدٍ السلمی عند أبی داود (2803) وإسناده ضعيف (حاشية مسند احمد)

[1] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّورِیُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

www.idaraghufran.org

ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، ہمیں حکم دیا گیا، یا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم آنکھوں اور کانوں کو اچھی طرح دیکھ لیا کریں (ترمذی)

اور حضرت حجیہ بن عدی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا عَنِ الْبَقَرَةِ، فَقَالَ: عَنْ سَبْعَةٍ فَقَالَ: مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ؟ فَقَالَ: لَا يَضُرُّكَ قَالَ: الْعَرْجَاءُ؟ قَالَ: إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ فَاذْبَحْ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ

(مسنداحمد، رقم الحدیث ۷۳۴) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گائے کی قربانی کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ ایک گائے کی قربانی سات افراد کی طرف سے جائز ہے، پھر اس آدمی نے سوال کیا کہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ اس میں آپ کو کوئی ضرر (وحرج) نہیں ہوگا، اس آدمی نے سوال کیا کہ لنگڑے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب وہ جانور (اس قابل ہو کہ) اپنی قربان گاہ تک پہنچ جائے، تو اس کی قربانی کر دیجیے، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ اور کانوں کو اچھی طرح دیکھ لیا کریں (مسند احمد)

جمہور فقہائے کرام نے مذکورہ روایت سے استدلال کرتے ہوئے ''مکسورۃ القرن'' یعنی سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے مذکورہ روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے، جبکہ سینگ فاحش درجہ میں یعنی آدھا یا اس سے زیادہ مقدار میں نہ ٹوٹا ہو، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر 2)

مکسورُ القرن کی قربانی اور احادیث سے متعلق

علماء ومحدثین کی تشریح وتوضیح

مذکورہ احادیث وروایات کے بعد اب اس سلسلہ میں چند اہلِ علم حضرات ومحدثینِ عظام کی تشریح وتوضیح ملاحظہ فرمائیں۔

امام بیہقی کا حوالہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سینگ میں نقص ہونے یا سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہونے کی روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''معرفۃ السنن'' میں روایت کیا ہے، جس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

وفي هذا دلالة على ضعف رواية جرى بن كليب :عن علي :أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يضحى بعضباء الأذن والقرن. لأن عليا لم يخالف النبي صلى الله عليه وسلم فيما روى عنه، أو يكون المراد به نهي تنزيه لتكون الأضحية كاملة من جميع الوجوه، أو يكون النهي راجعا إليهما معا، ويكون المانع من الجواز ما ذهب من الأذن، والله أعلم (معرفة السنن والآثار، للبيهقي، ج ۱۴، ص ۳۵، كتاب الضحايا، ما لا يضحى به)

ترجمہ: اس (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) روایت میں (جس میں سینگ

ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیا گیا ہے) جری بن کلیب کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کے ضعف پر دلالت پائی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کان اور سینگ کٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مروی روایت میں (مکسورة القرن کی قربانی کو جائز قرار دے کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کی، یا ممانعت کی روایت سے مراد ''نہی تنزیہی'' (یعنی کراہتِ تنزیہی) ہے، تاکہ قربانی تمام وجوہ سے کامل اور مکمل طور پر ادا ہو، یا ممانعت دونوں (یعنی کان اور سینگ کے مجموعہ) کی طرف راجع ہے، اور جواز کے ممنوع ہونے سے مراد کان کا کٹا ہوا ہونا ہے (نہ کہ سینگ کا کٹا ہوا ہونا) واللہ اعلم (معرفۃ السنن)

امام بیہقی کا ایک اور حوالہ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''السنن الکبریٰ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہونے والی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

فهذا يدل على أن المراد بالأول إن صح التنزيه في القرن قال الشافعي رحمه الله: وليس في القرن نقص, يعني ليس في نقصه أو فقده نقص في اللحم (السنن الكبرى، للبيهقي، تحت رقم الحديث ١٩١٠٧، ج٩، ص ٤٦٢، كتاب الضحايا، باب ما ورد النهي عن التضحية به)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت نے اس بات پر دلالت کی کہ اول روایت اگر صحیح ہو (جس میں سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کی ممانعت کا ذکر ہے) تو اس سے سینگ میں تنزیہی ممانعت و کراہت مراد ہوگی، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سینگ نہ ہونے سے کوئی نقص نہیں ہوتا، یعنی سینگ میں نقص

ہونے یا سینگ نہ ہونے کی وجہ سے گوشت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا (سنن البیہقی)
امام شافعی رحمہ اللہ کی مذکورہ توجیہ اس لیے بھی راجح معلوم ہوتی ہے کہ قربانی کے سلسلہ میں سینگ بذاتِ خود کھال یا گوشت کے طور پر استعمال نہیں ہوتا۔

امام طحاوی کا حوالہ

امام طحاوی رحمہ اللہ ''شرح معانی الآثار ''میں فرماتے ہیں کہ:

حديث البراء الذى ذكرنا , لا يخلو من أحد وجهين: إما أن يكون متقدما , على حديث على هذا , فيكون حديث على هذا , زائدا عليه أو يكون متأخرا عنه , فيكون ناسخا له .فلما لم يعلم نسخ حديث على بعدما قد علمنا ثبوته , جعلناه ثابتا مع حديث البراء رضى الله عنه , وأوجبنا العمل بهما جميعا .

فإن قال قائل :فأنت لا تكره عضباء القرن ، وفى حديث جرى بن كليب ، عن على رضى الله عنه ، عن النبى صلى الله عليه وسلم النهى عنها .

قيل له :إنما تركنا ذلك ، لأن عليا رضى الله عنه ، لم ير بذلك بأسا ، فيما قد روينا عنه ، فى حديث حجية بن عدى ، فعلمنا بذلك أن عليا رضى الله عنه ، لم يقل بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، خلاف ما قد سمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم ، إلا بعد ثبوت نسخ ذلك عنده (شرح معانی الآثار، للطحاوی، ج۴ص ۱۷۰،كتاب الصيد والذبائح والأضاحى، باب العيوب التى لا يجوز الهدايا والضحايا إذا كانت بها)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو ہم نے ذکر کی (جس میں چار طرح کے جانوروں کی قربانی سے منع کیا گیا ہے، اور سینگ وغیرہ میں نقص کو گوارا کیا گیا ہے) وہ حدیث دو وجہ سے خالی نہیں، یا تو یہ کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے مقدم ہو (جس میں سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی میں کوئی حرج وضرر نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے) تو اس صورت میں حضرت علی کی حدیث، حضرت براء کی حدیث پر زائد ہوگی (کہ سینگ میں نقص کے ساتھ ساتھ سینگ ٹوٹے ہوئے ہونے کے جواز کو بھی شامل ہوگی) یا پھر یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ حضرت علی کی حدیث، حضرت براء کی حدیث سے مؤخر ہو، اس صورت میں یہ حدیث، حضرت براء کی حدیث کے لیے ناسخ ہوجائے گی، لیکن جب ہمیں حضرت علی کی حدیث کے منسوخ ہونے کا علم نہیں ہوسکا، بعد اس کے کہ اس کا ثبوت ہمارے علم میں آچکا، تو ہم نے حضرت علی کی حدیث کو حضرت براء رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ مان لیا، اور دونوں پر ایک ساتھ عمل کو واجب قرار دے دیا (کہ چار قسم کے جانوروں کی قربانی کو ناجائز قرار دیا، اور سینگ میں نقص ہونے یا سینگ نہ ہونے کی صورت میں قربانی کو جائز قرار دیا)

پھر اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ آپ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کو مکروہ قرار نہیں دیتے، جبکہ حضرت جری بن کلیب کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔

اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ ہم نے اس (جری بن کلیب والی) حدیث کو اس لیے ترک کردیا ہے، کیونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی میں کوئی حرج نہیں قرار دیا، جیسا کہ ہم نے حجیۃ بن عدی کی حدیث

www.idaraghufran.org

میں ذکر کیا، جس سے ہم یہ بات جان گئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ قول اس لیے اختیار نہیں کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سن لیا تھا، اوران کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا تھا(شرح معانی الآثار)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ مکسورۃ القرن یعنی سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے جواز کی روایت، عدمِ جواز والی روایت کے مقابلہ میں راجح ہے۔

امام نووی کا حوالہ

امام نووی رحمہ اللہ، صحیح مسلم کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

قال العلماء فيستحب الأقرن وفى هذا الحديث جواز تضحية الإنسان بعدد من الحيوان واستحباب الأقرن وأجمع العلماء على جواز التضحية بالأجم الذى لم يخلق له قرنان .

واختلفوا فى مكسورة القرن فجوزه الشافعي وأبو حنيفة والجمهور سواء كان يدمى أم لا وكرهه مالك إذا كان يدمى وجعله عيبا (شرح صحيح مسلم ،لمحيى الدين النووى، ج١٣،ص ١٢٠ ،كتاب الأضاحى،باب استحباب الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير)

ترجمہ: علماء نے فرمایا کہ سینگوں والے جانور کی قربانی مستحب ہے، اور اس حدیث میں (جو پیچھے ذکر کی گئی) انسان کی طرف سے متعدد جانوروں کی قربانی کا جواز اور سینگوں والے جانور کی قربانی کا استحباب پایا جاتا ہے۔

اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ''اجم''یعنی جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی جائز ہے۔

اور جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں (یا توڑ دیئے گئے ہوں) اس کی قربانی کے جائز ہونے میں اختلاف ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، خواہ (سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے) خون بہہ رہا ہو یا نہ بہہ رہا ہو، اور امام مالک رحمہ اللہ نے خون بہنے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے، اور اس کو (جانور کے مریض و بیمار ہونے کے باعث) قربانی میں عیب سمجھا ہے (شرح النووی)

علاؤالدین ابنُ العطار کا حوالہ

ابوالحسن علاؤالدین ابنُ العطار (المتوفیٰ: 724ہجری) فرماتے ہیں کہ:

ومنها: استحباب التضحية بالأقرن، وأجمع العلماء على جوازها بالأَجَمِّ الذى لم يخلق له قرنان.

واختلفوا فى مكسور القرن: فجوزه الشافعى، وأبو حنيفة، والجمهور، سواء كان يَدْمى أم لا .وكرهه مالك إذا كان يدمى، وجعله عيبًا (العدة فى شرح العمدة فى أحاديث الأحكام لابن العطار، ج٣ص١٦٣٧، كتاب الاطعمة، باب الاضاحى)

ترجمہ: اور اس حدیث سے سینگوں والے جانور کی قربانی کا مستحب ہونا معلوم ہوا، اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ''اجم'' کی قربانی جائز ہے، یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اور مکسورُ القرن (یعنی سینگ ٹوٹے ہوئے) جانور کی قربانی کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور جمہور کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے، خواہ خون بہہ رہا یا نہ بہہ رہا ہو، اور امام مالک کے نزدیک جب خون بہہ رہا ہو، تو مکروہ ہے، انہوں نے (مذکورہ صورت میں) اس کو عیب قرار دیا ہے (العدۃ)

www.idaraghufran.org

قاضی عیاض کا حوالہ

قاضی عیاض رحمہ اللہ، صحیح مسلم کی شرح ''اکمالُ المعلم'' میں فرماتے ہیں کہ:

استحب العلماء القرناء على الجماء والذكران على الإناث اقتداء بفعل النبى صلى الله عليه وسلم، ولا خلاف بين العلماء فى جواز الضحية فى الأجم .

واختلف فى مكسورة القرن، فجمهورهم على جوازه .وروى عن النبى صلى الله عليه وسلم فى النهى عنه أثر، وكرهه مالك إن كان يدمى؛ لأنه رآه مرضا، فإذا لم يدم فأجازه (شَرْحُ صَحِيح مُسْلِمِ لِلقَاضِى عِيَاض المُسَمَّى، إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم، ج۶،ص ۴۱۱، كتاب الأضاحى،باب استحباب الضحية، وذبحها مباشرة بلا توكيل، والتسمية والتكبير)

ترجمہ: علماء نے سینگ والے جانور کی قربانی کو بغیر سینگ کے جانور کی قربانی کے مقابلہ میں مستحب قرار دیا ہے، اور نَر جانور کی قربانی کو مادہ جانور کے مقابلہ میں مستحب قرار دیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی اقتداء کے پیشِ نظر۔

اور علماء کا ''اجم'' (یعنی جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں) کی قربانی کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

لیکن جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں (یا توڑ دیئے گئے ہوں) اس کی قربانی کے جائز ہونے میں اختلاف ہے، پس جمہور فقہائے کرام نے اس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ممانعت کے بارے میں حدیث مروی ہے (جس کو انہوں نے مرجوح یا مؤول قرار دیا ہے) البتہ امام مالک رحمہ اللہ نے (سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے) خون بہنے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے،

کیونکہ انہوں نے اس کو مرض و بیماری سمجھا ہے، اور جب خون نہ بہہ رہا ہو، تو انہوں نے بھی (سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کو) جائز قرار دیا ہے (اکمال المعلم)

علامہ ابنِ عبد البر کا حوالہ

علامہ ابنِ عبد البر قرطبی (المتوفیٰ: 463ہجری) فرماتے ہیں کہ:

جمهور العلماء على القول بجواز الضحية (المكسورة) القرن إذا كان لا يدمى فإن كان يدمى فقد كرهه مالک وكأنه جعله مرضا بينا. وقد روى قتادة عن جرير بن كليب عن علي (بن أبى طالب -رضى الله عنه) - أن رسول الله نهى عن الضحايا عن أعضب الأذن والقرن. قال قتادة فقلت لسعيد بن المسيب ما عضب الأذن والقرن قال النصف أو أكثر.

قال أبو عمر لا يوجد ذكر القرن فى غير هذا الحديث وبعض أصحاب أبى قتادة لا يذكر فيه القرن (ويقتصر) فيه على ذكر الأذن وحدها (بذكره كذلک رواه هشام عن قتادة)

وهذا الذى عليه جماعة الفقهاء فى القرن، وأما الأذن فكلهم يراعون فيه ما قدمنا ذكره.

وفى إجماعهم على إجازة الضحية بالجماء ما يبين لک أن حديث القرن لا يثبت ولا يصح (و) هو منسوخ لأنه معلوم أن ذهاب القرنين معا أكثر من ذهاب بعض أحدهما (الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار، ج۵، ص ۲۱۹، كتاب الضحايا، باب ما ينهى عنه من الضحايا)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جمہور علماء سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں، جبکہ سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون نہ بہہ رہا ہو، اور اگر خون بہہ رہا ہو، تو امام مالک اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں، گویا کہ امام مالک نے (خون بہنے کی صورت میں) اس کو واضح مرض قرار دیا ہے، اور حضرت قتادہ نے جریر بن کلیب سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کان اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا، حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب سے کان اور سینگ ٹوٹے ہوئے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ (اس سے مراد یہ ہے کہ) آدھا یا اس سے زیادہ حصہ ٹوٹا ہوا ہو۔

ابوعمر قرطبی فرماتے ہیں کہ سینگ کا ذکر اس مذکورہ حدیث کے علاوہ میں نہیں پایا جاتا، اور حضرت ابوقتادہ کے بعض اصحاب نے سینگ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ تنہا کان کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے، اسی طریقہ سے حضرت ہشام نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے (لہٰذا سینگ کے ذکر والی روایت مرجوح ہوگی)

اور یہ حکم فقہاء کی جماعت کا سینگ کے بارے میں ہے، جہاں تک کان کا تعلق ہے، تو اس کے بارے میں جو فقہائے کرام رعایت کرتے ہیں، اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

اور اس بارے میں فقہاء کا اجماع ہے کہ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی جائز ہے، جس سے آپ کو یہ بات واضح ہوگئی کہ سینگ کی حدیث ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی صحیح ہے، یا پھر وہ منسوخ ہے، کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ دونوں سینگوں کا اکٹھا چلے جانا (یا نہ ہونا) دونوں میں سے کسی ایک کے بعض حصہ کے چلے جانے (یا ٹوٹ جانے) سے زیادہ بڑی چیز ہے (الاستذکار)

امام بغوی کا حوالہ

امام بغوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 516ہجری) فرماتے ہیں کہ:

واختلف أهل العلم فى مقطوع شىء من الأذن، فذهب بعضهم إلى أنه لا يجوز، وهو قول الشافعي، وقال أصحاب الرأى: إن كان أقل من النصف يجوز، وإن قطع النصف فأكثر لا يجوز، وقال إسحاق: إن كان مقطوع الثلث يجوز، وإن كان أكثر لا يجوز .
وتجوز مكسورة القرنين عند أكثرهم، وقال النخعي: لا تجوز إلا أن يكون داخله صحيحا، يعنى المشاش (شرح السنة للامام البغوى، ج۴ص۳۳۸، كتاب الجمعة، باب ما يستحب من الاضحية وما يكره منها)

ترجمہ: اور اہلِ علم حضرات کا کان کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض حضرات اس کے عدمِ جواز کی طرف گئے ہیں، یہ امام شافعی کا قول ہے، اور اصحاب الرائے (یعنی حنفیہ) کا قول یہ ہے کہ اگر (کان کا) نصف سے کم حصہ کٹا ہوا ہو، تو جائز ہے، اور اگر نصف یا اس سے زیادہ کٹا ہوا ہو، تو جائز نہیں، اور حضرت اسحاق کا قول یہ ہے کہ اگر تہائی حصہ کٹا ہوا ہو، تو جائز ہے، اور اس سے زیادہ کٹا ہوا ہو، تو جائز نہیں۔
اور اکثر حضرات کے نزدیک دونوں سینگ کٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے، البتہ ابراہیم نخعی کا قول یہ ہے کہ اس کی قربانی جائز نہیں، مگر یہ کہ سینگ کا داخلی حصہ یعنی ''مشاش'' صحیح وسلامت ہو، تو پھر جائز ہے (شرح السنۃ)

علامہ خطابی کا حوالہ

علامہ ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی (المتوفی: 388ہجری) ابوداؤد کی

www.idaraghufran.org

شرح ”معالمُ السنن“ میں فرماتے ہیں کہ:

واختلفوا فی المکسورۃ القرن فأجازھا مالک والشافعی وکذلک قال أصحاب الرأی، وقال إبراھیم النخعی إن کان قرنھا الداخل صحیحا فلا بأس، یعنی المشاش (معالم السنن للخطابی، ج۲ص ۲۳۲، کتاب الضحایا،باب ما یکرہ من الضحایا)

ترجمہ: اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام مالک اور امام شافعی اور اسی طریقہ سے اصحاب الرائے (یعنی حنفیہ) اس کو جائز قرار دیتے ہیں، اور ابراہیم نخعی کا قول یہ ہے کہ اگر سینگ کا داخلی حصہ یعنی ”مشاش“ صحیح وسلامت ہو، تو پھر حرج نہیں (معالم السنن)

مذکورہ عبارات میں ابراہیم نخعی کی طرف ”مشاش“ یعنی سینگ کا داخلی حصہ ٹوٹنے کی صورت میں ممانعت مذکور ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

علامہ حسین بن محمد بن حسن شیرازی مُظہری کا حوالہ

علامہ حسین بن محمد بن حسن شیرازی حنفی مُظہری (المتوفی: 727ہجری) فرماتے ہیں کہ:

ولا بأس بمکسور القرن. وعن علی – رضی اللہ عنہ – قال: نھی رسول اللہ – صلی اللہ علیہ وسلم – أن یضحی بأعضب القرن والأذن.

قولہ: " أعضب القرن "؛ أی: مکسور القرن، وبھذا قال إبراھیم النخعی، و قال غیرہ: یجوز مکسور القرن (المفاتیح فی شرح المصابیح، ج۲ص ۳۵۳، کتاب الصلاۃ، فصل فی الاضحیۃ)

ترجمہ: اور ”مکسور القرن“ کی قربانی میں کوئی حرج نہیں، اور حضرت علی رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اعضب القرن والاذن'' کی قربانی سے منع فرمایا، اور''اعضب القرن'' سے مراد''مکسور القرن'' ہے، ابراہیم نخعی کا یہی قول ہے (کہ''اعضب القرن'' کی قربانی جائز نہیں) اور ابراہیم نخعی کے علاوہ دیگر حضرات کے نزدیک مکسور القرن کی قربانی جائز ہے (المفاتیح)

ہمیں کسی معتبر سند کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی کا مذکورہ قول تو دریافت نہیں ہوا، بہرحال مکسورۃ القرن یا''مشاش''یعنی سینگ کے داخلی حصہ تک سینگ ٹوٹنے کی صورت میں قربانی کے عدمِ جواز کا قول حضرت ابراہیم نخعی کی طرف منسوب ہے، جس طرح ان کی طرف پیدائشی طور پر سینگ نہ ہونے کی صورت میں قربانی کے عدمِ جواز کا قول منسوب ہے، فقہائے اربعہ اور ائمۂ متبوعین کا یہ قول نہیں، البتہ صاحب بدائع سے''مشاش'' تک ٹوٹنے کی صورت میں عدمِ جواز مروی ہے، اور ان سے''مشاش'' کے متعلق ہڈیوں کے سرے کی تفسیر بھی منقول ہے۔

جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ [1]

عزالدین کا سلافہ بالا میر کا حوالہ

عزالدین کا سلافہ بالا میر علامہ محمد بن اسماعیل کحلانی صنعانی (المتوفی:1182ہجری)

---

[1] (وأما) الذی لا یمنعه بل یکره فمنه مکسورة القرن وذاهبته ویقال للتی لم یخلق لها قرن جلحاء وللتی انکسر ظاهر قرنها عصماء والعضباء هی مکسورة ظاهر القرن وباطنه هذا مذهبنا.

وقال النخعی لا تجوز الجلحاء .

وقال مالک إن دمی قرن العضباء لم تجزء وإلا فتجزء.

دلیلنا أنه لا یؤثر فی اللحم(المجموع شرح المهذب،ج۸،ص ۴۰۳،باب الأضحیة)

وقال إبراهیم النخعی :فقد القرن مانع من جواز الأضحیة خلقة وکسرا ، فلا یجوز أن یضحی بجلحاء ولا عضباء (الحاوی فی فقه الشافعی ،للماوردی،ج ۱۵،ص ۸۴،کتاب الضحایا،التضحیة بمعیبة القرن)

www.idaraghufran.org

فرماتے ہیں کہ:

والأقرن هو الذى له قرنان .واستحب العلماء التضحية بالأقرن لهذا الحديث وأجازوها بالأجم الذى لا قرن له أصلا .واختلفوا فى مكسور القرن فأجازه الجمهور وعند الهادوية لا يجزء إذا كان القرن الذاهب مما تحله الحياة(سبل السلام شرح بلوغ المرام، ج۲ ص ۵۳۰، کتاب الاطعمة، باب الاضاحی)

ترجمہ: اور''اقرن'' وہ جانور ہے، جس کے دو سینگ ہوں، اور علماء نے اقرن کی قربانی کو اس حدیث کی وجہ سے مستحب قرار دیا ہے، اور انہوں نے''اجم'' کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، جس کے بالکل سینگ نہ ہو، اور مکسورُ القرن کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک جائز ہے، مگر''هادوية'' (یعنی زيدية) کے نزدیک جائز نہیں، جبکہ سینگ اس حد تک ٹوٹ گیا ہو کہ جس حصہ میں حیات ہوتی ہے (سبل السلام)

قاضی حسین بن محمد مغربی کا حوالہ

قاضی حسین بن محمد مغربی (المتوفیٰ: 1119ہجری) فرماتے ہیں کہ:

قال العلماء :يستحب الأقرن لهذا ..وأجمع العلماء على جواز التضحية بالأجم الذى لم يخلق له قرنان، واختلفوا فى مكسور القرن؛ فجوزه الشافعي وأبو حنيفة والجمهور سواء كان يدمى أولًا .وذهب مالک إلى أنه يكره إذا كان يدمى، وجعله عيبًا، وذهب إلى مثله الإمام المهدى، ذكره فى "البحر "وفى "الأزهار "وغيره من كتب الهدوية، أنه لا يجزء إذا كان القرن

www.idaraghufran.org

الذاهب مما تحله الحياة(البدرُ التمام شرح بلوغ المرام، ج۹، ۳۹۳، کتاب الاطعمة، بابُ الأضاحی)

ترجمہ: علماء نے فرمایا کہ سینگوں والے جانور کی قربانی اس حدیث کی وجہ سے مستحب ہے (جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کا ذکر آیا ہے) اور علماء کا ''**اجم**'' کی قربانی کے جواز پر اجماع ہے، یعنی جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اور **مکسورُ القرن** (یعنی سینگ ٹوٹے ہوئے) جانور کی قربانی کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور جمہور کے نزدیک جائز ہے، خواہ خون بہہ رہا یا نہ بہہ رہا ہو، اور امام مالک کے نزدیک جب خون بہہ رہا ہو، تو مکروہ ہے، انہوں نے اس کو عیب قرار دیا ہے، اور اسی طرح کا قول (زیدیہ مذہب کے) امام مہدی کا ہے، جس کو ''**هدوية**'' کی کتب ''**البحر**'' اور ''**الازهار**'' وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب سینگ کا وہ حصہ جاتا رہے، جس میں حیات ہوتی ہے، تو قربانی جائز نہیں (البدر التمام)

''**هدوية**'' سے مراد ''**زيدية**'' کا مذہب ہے۔ [1]

''**زيدية**'' سلسلہ کا تعلق شیعہ کے ایک فرقہ سے ہے، جس کی نسبت زید بن علی زین

---

[1] الهادى: من أسماء اللها تعالى، هو الذى بصرعباده وعرفهم طريق معرفته حتى أقروا بربوبيته، وهدى كل مخلوق إلى ما لا بد منه فى بقائه ودوام وجوده.
والهادى: الدليل لأنه يتقدم القوم ويتبعونه، أو لكونه يهديهم الطريق.
والهادى: العصا؛ ومنه قول الأعشى:
إذا كان هادى الفتى فى البلاد صدر القناة أطاع الأميرا والهادى: ذو السكون.
وأيضا: لقب موسى العباسى.
والهادى لدين اللها: أحد أئمة الزيدية، وإليه نسبت الهدوية.
(والمهدى: الذى قد)هداه اللها إلى الحق، وقد استعمل فى الأسماء حتى صار كالأسماء الغالبة، وبه سمى }المهدى الذى بشر به أنه يجىء فى آخر الزمان، جعلنا اللها من أنصاره .وهو أيضا لقب محمد بن عبد الله العباس الخليفة.والذى نسبت إليه)
المهدية: هو المهدى الفاطمى، تقدمت الإشارة إليه.
وفى أئمة الزيدية من لقب بذلك كثير(تاج العروس، ج۴۰ص ۲۹۳، ۲۹۴، فصل الهاء مع الواو والياء، مادة " هدى")

www.idaraghufran.org

العابدین کی طرف ہے، اور شیعوں کا یہ فرقہ دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں مذاہبِ اربعہ کے نسبتاً قریب شمار ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] زيد بن على زين العابدين بن الحسين المتوفى سنة (122هـ)۔ إمام الشيعة الزيدية، الذى يعد مذهبا خامسا بجانب المذاهب الأربعة:

– كان إماما فى عصره وشخصية علمية متعددة النواحى، لمعرفته بعلوم القرآن والقرائات وأبواب الفقه، وكان يسمى (حليف القرآن) وله أقدم كتاب فقهى هو (المجموع) فى الفقه، مطبوع فى إيطاليا، وشرحه العلامة شرف الدين الحسين بن الحيمى اليمنى الصنعانى المتوفى (عام 1221هـ) فى كتاب (الروض النضير، شرح مجموع الفقه الكبير) فى أربعة أجزاء .وأبو خالد الواسطى هو راوى أحاديث المجموع وجامع فقه زيد .ويقال: إن كتبه (15)كتابا، منها (المجموع) فى الحديث .لكن نسبة هذه الكتب إليه مشكوك فيها.

– والزيدية: هم الذين جعلوا الإمامة بعد على زين العابدين إلى ابنه زيد مؤسس هذا المذهب .وقد بويع لزيد بالكوفة فى أيام هشام بن عبد الملك، فقاتله يوسف بن عمر، حتى قتل.

– وكان زيد يفضل على بن أبى طالب على سائر أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، ويتولى أبا بكر وعمر، ويرى الخروج على أئمة الجور، وقد أنكر على من طعن على أبى بكر وعمر من أتباعه، فتفرق عنه الذين بايعوه، فقال لهم: رفضتمونى، فسموا (الرافضة) لقول زيد لهم: (رفضتمونى) .ثم خرج ابنه يحيى بعده فى أيام الوليد بن يزيد بن عبد الملك، فقتل أيضا.

– ومن أهم المؤلفات المطبوعة حاليا فى هذا المذهب (كتاب البحر الزخار الجامع لمذاهب علماء الأمصار) للإمام أحمد بن يحيى بن المرتضى المتوفى عام (840هـ) فى أربعة أجزاء، وهو جامع لآراء الفقهاء واختلافاتهم.

– ويميل هذا الفقه إلى فقه أهل العراق مهد التشيع والأئمة، ولايختلف كثيرا فى عهد ظهور الزيدية الأولى عن فقه أهل السنة، ويخالفون فى مسائل معروفة، منها: عدم مشروعية المسح على الخفين، وتحريم ذبيحة غير المسلم، وتحريم الزواج بالكتابيات، لقوله تعالى: (ولاتمسكوا بعصم الكوافر)وخالفوا الشيعة الإمامية فى إباحة زواج المتعة، فلا يجيزونه، ويزيدون فى الأذان: (حى على خير العمل) ويكبرون خمس تكبيرات فى الجنازة .والمذهب الفعلى فى اليمن هو مذهب الهادوية أتباع الهادى إلى الحق يحيى بن الحسين .

ومايزال هذا المذهب مذهب دولة الزيدية فى اليمن منذ (عام 288هـ) .وهم أقرب المذاهب الشيعية إلى مذهب أهل السنة، ومذهبهم فى العقيدة هو مذهب المعتزلة .وهم يعتمدون فى استنباط الأحكام على القرآن والحديث والاجتهاد بالرأى، والأخذ بالقياس والاستحسان والمصالح المرسلة والاستصحاب.

والخلاصة: أن الزيدية منسوبة لزيد، لقولهم بإمامته، وإن لم يكونوا على مذهبه فى الفروع الفقهية، بخلاف الحنفية والشافعية مثلا، فهم يتابعون الإمام فى الفروع(الفقه الاسلامى وادلتهٗ للزحيلى، ج ا ص ۵٦ الیٰ ۵۸، مقدمات ضرورية عن الفقه، لمحة موجزة عن أئمة المذاهب الكبرى الثمانية المعروفة عند أهل السنة والشيعة)

www.idaraghufran.org

سینگ کا وہ حصہ جس میں حیات نہ ہونے کا ذکر کیا گیا، اس سے مراد سینگ کا ظاہری غلاف ہے، جس کو موجودہ سائنسی زبان میں ''ڈیڈ ہارن'' "Dead Horn" کہا جاتا ہے، اور اس کے نیچے جس حصہ میں حیات ہونے کا ذکر کیا گیا، اس کے کاٹنے یا ٹوٹنے سے خون بہتا ہے، جس کو سینگ کا داخلی حصہ کہا جاتا ہے، اور اس کو موجودہ سائنسی زبان میں ''ہارن کور/ بونی کور'' (Bony Core/Horn Core) کہا جاتا ہے۔

اور اوپر کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ ''زیدیة'' کے نزدیک سینگ کے داخلی حصہ یا ''ہارن کور/ بونی کور'' (Bony Core/Horn Core) کے ٹوٹ جانے پر قربانی جائز نہیں۔

اہلِ تشیع کے فرقہ ''زیدیة'' کی طرف منسوب مذکورہ قول فقہائے اربعہ اور ائمۂ متبوعین کے موافق نہیں ہے۔

ملا علی قاری کا حوالہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''مشکاۃ المصابیح'' کی شرح ''مرقاۃ المفاتیح'' میں فرمایا کہ:

وفی المهذب :أنه تجوز الجماء التی لا قرن لها، أو كان مكسورا، أو ذهب غلاف قرنها، فيكون النهی تنزيها (مرقاۃ المفاتیح شرح مشكاة المصابيح، ج۳، ص۱۰۸۵، كتاب الصلاة، باب فی الأضحية)

ترجمہ: مہذب میں ہے کہ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، یا سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں، یا سینگ کا غلاف جاتا رہا ہو، اس کی قربانی جائز ہے، لہٰذا ممانعت (والی حدیث) سے مراد نہی تنزیہی ہوگی (مرقاۃ)

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے امداد الاحکام میں مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد

فرمایا کہ:

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جوازِ اضحیہ میں جماء اور مکسورۃ القرن اور ذاہب الغلاف سب برابر ہیں، اگر حنفیہ کا مذہب اس میں خلافِ قول مہذب ہوتا، تو علامہ علی قاری ضرور اس پر تنبیہ فرماتے، حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ حدیث کا کراہتِ تنزیہ پر محمول ہونا ظاہر کردیا، جس کی دلیل حضرت علی کی دوسری حدیث ہے، جو ترمذی نے اس سے پہلے نقل کی ہے (امداد الاحکام، ج ۴ ص ۲۱۳، کتاب الصید والذبائح، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع اول: شعبان ۱۴۲۱ھ)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہائے کرام بشمول حنفیہ کے نزدیک سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی علی الاطلاق جائز ہے، اور ان کے نزدیک سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا عدمِ جواز مرجوح یا مؤول ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون بہہ رہا ہو، تو اس صورت میں اس کی قربانی مکروہ یا ممنوع ہے، اور سینگ ٹوٹنے کے نتیجہ میں خون کا بہنا اسی وقت ممکن ہے، جبکہ سینگ کا اندر والا حصہ ٹوٹا ہو، جس کو سینگ کا داخلی حصہ اور موجودہ سائنسی زبان میں ’’ہارن کور‘‘ (Horn Core) کہا جاتا ہے، کیونکہ باہر کے خول میں خون کا جریان نہیں ہوتا، اسی لیے اس کو سائنسی زبان میں ڈیڈ ہارن ’’Dead Horn‘‘ کہا جاتا ہے، اور بقول بعض شیعہ سلسلہ کے زیدیہ فرقہ کے نزدیک سینگ کا اندرونی حصہ یعنی ’’ہارن کور‘‘ (Horn Core) ٹوٹنے کی صورت میں قربانی جائز نہیں۔

اور حنابلہ نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹے ہوئے سینگ کی صورت میں عدمِ جواز کے قائل ہیں، جبکہ ابراہیم نخعی کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ مکسورۃ القرن اور جماء یا مشاش یعنی سینگ کے داخلی حصہ ’’ہارن کور‘‘ (Horn Core) تک سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 2)

مکسورُ القرن کی قربانی سے متعلق

فقہائے کرام کی عبارات

مذکورہ احادیث ورروایات اور محدثینِ عظام کی طرف سے بیان کردہ ان کی ضروری تشریح کے بعد اب مکسور القرن کی قربانی کے سلسلہ میں چاروں مشہور ومتبوع فقہائے کرام کی طرف منسوب متداول ومعتبر کتب سے چند عبارات ذکر کی جاتی ہیں۔

(فصل نمبر 1)

حنابلہ کی عبارات

حنابلہ کے راجح اور مشہور مذہب کے مطابق، جس جانور کا نصف یا اس سے زیادہ سینگ ٹوٹا ہوا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم ٹوٹا ہوا ہونے کی صورت میں قربانی جائز ہے۔

اس سلسلہ میں حنابلہ کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا حوالہ

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ، اپنی مشہور کتاب ''المغنی'' میں فرماتے ہیں کہ:

وأما العضب :فهو ذهاب أكثر من نصف الأذن أو القرن، وذلك

www.idaraghufran.org

يمنع الإجزاء أيضا(المغنى لابن قدامة، ج٩، ص ٤٤١، كتاب الأضاحى)

ترجمہ: اور''عضب'' وہ ہے، جس جانور کے آدھے کان یا آدھے سینگ سے زیادہ جاتا رہا ہو، اس کی بھی قربانی جائز نہیں (المغنی)

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا دوسرا حوالہ

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ، اپنی مذکورہ کتاب''المغنی''ہی میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

وتجزء الجماء، وهى التى لم يخلق لها قرن، والصمعاء، وهى الصغيرة الأذن، والبتراء، وهى التى لا ذنب لها، سواء كان خلقة أو مقطوعا .وممن لم ير بأسا بالبتراء ابن عمر وسعيد بن المسيب والحسن وسعيد بن جبير والنخعى والحكم .وكره الليث أن يضحى بالبتراء ما فوق القبضة.

وقال ابن حامد :لا تجوز التضحية بالجماء ؛ لأن ذهاب أكثر من نصف القرن يمنع، فذهاب جميعه أولى؛ ولأن ما منع منه العور، منع منه العمى، فكذلك ما منع منه العضب، يمنع منه كونه أجم أولى .

ولنا أن هذا نقص لا ينقص اللحم، ولا يخل بالمقصود، ولم يرد به نهى، فوجب أن يجزء، وفارق العضب، فإن النهى عنه وارد، وهو عيب، فإنه ربما أدمى وآلم الشاة، فيكون كمرضها، ويقبح منظرها، بخلاف الأجم، فإنه حسن فى الخلقة ليس بمرض ولا عيب، إلا أن الأفضل ما كان كامل الخلقة، فإن النبى -صلى الله

www.idaraghufran.org

عليه وسلم -، ضحى بكبش أقرن أملح.

وقال :خيـر الأضـحية الكبش الأقرن .وأمـر بـاستشراف العين والأذن(المغنى لابن قدامة، ج ۹، ص ۴۴۳، کتاب الأضاحى)

ترجمہ: اور ''جماء'' اور ''صمعاء'' اور ''بتراء'' کی قربانی جائز ہے ''جماء'' سے مراد وہ جانور ہے، جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اور ''صمعاء'' ایسے جانور کو کہا جاتا ہے، جس کے کان چھوٹے ہوں، اور ''بتراء'' ایسے جانور کو کہا جاتا ہے، جس کی دُم نہ ہو، خواہ پیدائشی طور پر دُم نہ ہو، یا اس کی دُم کاٹ دی گئی ہو، اور ''بتراء'' کی قربانی میں ابنِ عمر اور سعید بن مسیّب اور حسن اور سعید بن جبیر اور امام نخعی اور حکم (ان سب حضرات) نے بھی کوئی حرج نہیں سمجھا، اور حضرت لیث نے ایک مٹھی سے زائد دُم کٹی ہوئی ہونے کی صورت میں قربانی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ [1]

اور ابنِ حامد نے ''جماء'' کی قربانی کو اس وجہ سے ناجائز قرار دیا ہے، کیونکہ (حنابلہ کے نزدیک) آدھے سینگ سے زیادہ کا چلے جانا قربانی کے لیے مانع ہے، لہٰذا پورے سینگ کا چلے جانا (یا نہ ہونا) بدرجۂ اولیٰ مانع ہوگا، اور اس لیے بھی کہ جس جانور کا کانا ہونا مانع ہے، تو اندھا ہونا بدرجۂ اولیٰ مانع ہوگا، پس اسی طریقہ سے جس جانور کا سینگ کٹا ہوا ہونا مانع ہوگا، تو سینگ نہ ہونا بھی بدرجۂ اولیٰ مانع ہوگا۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ (یعنی پیدائشی سینگ نہ ہونا) ایسا نقص یا عیب ہے کہ جو گوشت میں نقصان وعیب پیدا نہیں کرتا، اور نہ ہی (قربانی کے) مقصود میں مُخل ہوتا، اور اس کے بارے میں کوئی ممانعت بھی وارِد نہیں ہوئی، لہٰذا ضروری ہوا کہ

---

[1] ملحوظ رہے کہ حنابلہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام ''بتراء'' کی قربانی کو جائز قرار نہیں دیتے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

اس کو جائز قرار دیا جائے، البتہ سینگ کٹا ہوا ہونے کا مسئلہ اس سے مختلف ہے، کیونکہ اس کے بارے میں ممانعت وارِد ہوئی ہے، اور یہ عیب بھی ہے، کیونکہ بعض اوقات اس سے خون بہتا ہے، اور بکری وغیرہ کو تکلیف پہنچتی ہے، لہٰذا یہ جانور کی بیماری کے مشابہ ہوگیا، اوراس کی وجہ سے صورت وشکل بھی قبیح ہو جاتی ہے، برخلاف پیدائشی سینگ نہ ہونے کے، کیونکہ وہ پیدائشی طور پر حسن میں داخل ہے، نہ تو مرض ہے، اور نہ عیب ہے، البتہ کاملُ الخلقة جانور کا ہونا افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے اور سفید وسیاہ رنگ والے (خوبصورت) مینڈھے کی قربانی کی تھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سینگوں والے مینڈھے کی قربانی افضل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کان اور آنکھ کو دیکھ لینے کا حکم فرمایا (المغنی)

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا تیسرا حوالہ

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی اپنی مذکورہ کتاب میں ہی ''کتاب الحج'' میں ''هدی'' کے بیان کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

فأما العضباء، وهي ما ذهب نصف أذنها أو قرنها، فلا تجزء .وبه قال أبو يوسف ومحمد في عضباء الأذن .وعن أحمد :لا تجزء ما ذهب ثلث أذنها .وبه قال أبو حنيفة.

وروى عن علي، وعمار، وسعيد بن المسيب، والحسن، تجزء المكسورة القرن؛ لأن ذهاب ذلك لا يؤثر في اللحم، فأجزأت، كالجماء .وقال مالك :إن كان يدمى، لم يجز، وإلا جاز.

ولنا، ما روى علي -رضي الله عنه- قال :نهى رسول الله -صلى

الله عليه وسلم -أن يضحى بأعضب الأذن والقرن .رواه النسائى وابن ماجه قال قتادة :فسألت سعيد بن المسيب، فقال :نعم، العضب النصف فأكثر من ذلك .ويحمل قول على -رضى الله عنه -ومن وافقه، على أن كسر ما دون النصف لا يمنع (المغنى لابن قدامة، ج٣،ص ٤٧٦، كتاب الحج،فصل يمنع من العيوب فى الهدى ما يمنع فى الأضحية)

ترجمہ: جہاں تک ’’عضباء‘‘ جانور کی قربانی کا تعلق ہے، تو وہ ایسا جانور ہے کہ جس کے کان یا سینگ کا آدھا یا اس سے زیادہ حصہ جاتا رہا ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد کا کان کٹے ہوئے جانور کے بارے میں بھی یہی قول ہے (کہ نصف یا اس سے زائد کان کا حصہ کٹا ہوا ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں) اور امام احمد سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ تہائی کان نہ ہو، تو قربانی جائز نہیں، یہی امام ابوحنیفہ کا بھی (ایک روایت کے مطابق) قول ہے۔

اور حضرت علی اور حضرت عمار اور حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت حسن سے یہ مروی ہے کہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے، کیونکہ سینگ کا ٹوٹنا گوشت میں اثر انداز نہیں ہوتا، لہٰذا اس کی قربانی جائز ہوگی، جیسا کہ پیدائشی طور پر سینگ نہ ہونے والے جانور کی قربانی جائز ہے، اور امام مالک نے فرمایا کہ اگر سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون بہہ رہا ہو، تو قربانی جائز نہیں، ورنہ جائز ہے۔

اور ہماری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ’’عضب‘‘ یا کان اور سینگ ٹوٹے یا کٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا، اس حدیث کو امام نسائی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے، حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب سے اس کے بارے میں سوال کیا، تو

انہوں نے فرمایا کہ ''عضب'' وہ ہے، جس کا نصف یا اس سے زائد حصہ کٹا ہوا ہو، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی موافقت کرنے والے حضرات کے قول کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا، جبکہ نصف سے کم حصہ ٹوٹا یا کٹا ہوا ہو کہ اس میں ممانعت نہیں (المغنی)

معلوم ہوا کہ حنابلہ کے راجح قول کے مطابق جس جانور کا نصف یا اس سے زائد سینگ کٹا یا ٹوٹا ہوا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم کٹا یا ٹوٹا ہونے کی صورت میں جائز ہے۔

اور کان اور دُم وغیرہ کے بارے میں حنابلہ کے قول کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے رسالہ ''کان وغیرہ کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی تحقیق'' میں ذکر کر دی ہے۔

پس اگر جانور کی ''ڈی ہارننگ'' (Dehorning) میں سینگ کا آدھا یا اس سے زیادہ حصہ کاٹ دیا گیا ہو، تو حنابلہ کے مشہور مذہب کے مطابق اس کی قربانی جائز نہیں ہوگی، اور نصف سے کم کاٹنے کی صورت میں جائز ہوگی، جبکہ مذکورہ طریقہ میں عموماً جانور کے سینگ کا نصف سے زیادہ حصہ ہی یا مکمل سینگ کاٹا جاتا ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر2)

شافعیہ کی عبارات

شافعیہ کے نزدیک بغیر سینگ کے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے، اگرچہ یہ خلافِ اولیٰ یا مکروہ تنزیہی ہے، اور شافعیہ کے نزدیک سینگ والے جانور کی قربانی کرنا افضل ہے۔
اس سلسلہ میں شافعیہ کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

”المجموع شرحُ المهذب“ کا حوالہ

امام نووی شافعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

(وأما) الذى لا يمنعه بل يكره فمنه مكسورة القرن و ذاهبته ويقال للتى لم يخلق لها قرن جلحاء وللتى انكسر ظاهر قرنها عصماء والعضباء هى مكسورة ظاهر القرن وباطنه هذا مذهبنا.
وقال النخعى لا تجوز الجلحاء .
وقال مالك إن دمى قرن العضباء لم تجزء وإلا فتجزء.
دليلنا أنه لا يؤثر فى اللحم (المجموع شرح المهذب، ج۸، ص ۴۰۳، باب الأضحية)

ترجمہ: اور جس جانور کی قربانی ممنوع نہیں، البتہ مکروہ (تنزیہی) ہے، وہ جانور ہے، جس کا سینگ ٹوٹ یا کٹ گیا ہو، یا کسی وجہ سے جاتا رہا ہو، اور جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اس کو ”جلحاء“ کہا جاتا ہے، اور جس جانور کے سینگ کا ظاہری حصہ ٹوٹ گیا ہو، اس کو ”عصماء“ کہا جاتا ہے، اور جس جانور کے

سینگ کا ظاہری اور باطنی حصہ ٹوٹ گیا ہو، اس کو ''عضباء'' کہا جاتا ہے، یہ ہمارا مذہب ہے (یعنی ہمارے مذہب کے مطابق مذکورہ جانوروں کی قربانی ممنوع نہیں، البتہ مکروہ تنزیہی ہے)

اور امام نخعی نے ''جلحاء'' کی قربانی کو جائز قرار نہیں دیا، اور امام مالک نے فرمایا کہ اگر سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کا خون بہہ رہا ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، ورنہ جائز ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ سینگ کا ٹوٹنا گوشت میں اثر انداز نہیں ہوتا (اس لیے علی الاطلاق سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے) (المجموع)

یحییٰ بن ابی الخیر شافعی کا حوالہ

یحییٰ بن ابی الخیر شافعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وأما (المستأصلة) : فهي التي كسر قرنها وعضب من أصله، فتكره للخبر، وتجزء؛ لأنه لا يقدح في لحمها (البيان في مذهب الإمام الشافعي، ج۴، ص۴۴۴، باب الأضحية، مسألة عيوب الأضحية)

ترجمہ: اور جہاں تک ''مستأصلة'' جانور کی قربانی کا تعلق ہے، جس سے مراد وہ جانور ہے کہ جس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو، اور جڑ سے نکل گیا ہو، تو حدیث کی وجہ سے مکروہ ہے، لیکن جائز اس وجہ سے ہے کہ اس کی وجہ سے گوشت میں کوئی عیب ونقص پیدا نہیں ہوتا (البيان في مذهب الامام الشافعي)

''بحرُ المذهب'' کا حوالہ

اور شافعیہ کی کتاب ''بحرُ المذهب'' میں ہے کہ:

والضحايا بهذا كله لا تجوز لما قدمنا من معنى المنع وهو واحد من أمرين إما ما أفقد عضواً وإما ما أفسد لحماً، ولا يمنع ما

www.idaraghufran.org

عـداهـمـا، وإن ورد فيـه نهـى كان محمولاً على الاستحباب دون الإجزاء ، والله أعلم.

مسألة:قال الشافعي رحمه الله " :وليس فى القرن نقص فيضحى بـالـجـلـجاء والمكسورة القرن أكبر منها دمى قرنها أو لم يدم ولا تـجـزىء الـجـرباء لأنه مرض يُفسد لحمها "(بـحـر الـمذهب فى فروع المذهب الشافعي،للروياني،ج۴،ص ۱۸۱،كتاب الضحايا)

ترجمہ: اوران مذکورہ تمام جانوروں کی قربانی جائز نہیں، جس کی وجہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ممانعت کی بنیاد دو چیزوں میں سے ایک ہے، یا تو کسی عضو کا مفقود ہو جانا، یا گوشت کا فاسد ہو جانا، ان دونوں کے علاوہ ممانعت کی کوئی اور بنیاد نہیں، اور اگر اس سلسلہ میں نہی وارِد ہوئی ہو، تو وہ استحباب پر محمول ہوگی، جواز پر محمول نہیں ہوگی، واللہ اعلم۔

مسئلہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سینگ کی وجہ سے کوئی نقص لاحق نہیں ہوگا، پس بغیر سینگ کے جانور کی اور زیادہ مقدار میں ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی کی جاسکتی ہے، خواہ اس کے سینگ سے خون بہہ رہا یا نہ بہہ رہا ہو، البتہ خارشی جانور کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ یہ ایسا مرض ہے، جو گوشت میں فساد پیدا کر دیتا ہے (بحر المذہب)

’’الحاوی فی فقه الشافعي‘‘ کا حوالہ

’’الحاوی فی فقه الشافعي‘‘ میں ہے کہ:

قال الشـافـعي رحمه الله " :ولـيـس فـى الـقرن نقص ، فيضحى بـالـجـلـحاء والمكسورة القرن أكبر منها دمى قرنها ، أو لم يدم ،

ولا تجزء الجرباء :لأنه مرض يفسد لحمها . "
قال الماوردى :وهذا كما قال فقد القرن فى البقر والغنم لا يمنع من جواز الضحايا خلقة وبحادث ، فتجوز الأضحية بالجلحاء وهى الجماء التى خلقت لا قرن لها ، وبالعضباء وهى المكسورة القرن سواء دمى موضع قرنها بالكسر أو لم يدم .
وقال إبراهيم النخعى :فقد القرن مانع من جواز الأضحية خلقة وكسرا ، فلا يجوز أن يضحى بجلحاء ولا عضباء .
وقال مالک :تجوز الأضحية بالجلحاء ، ولا تجوز بالعضباء إذا دمى موضع قرنها الأضحية ، واستدل النخعى بما روى عن النبى - صلى الله عليه وسلم -أنه نهى عن الأضحية بالعضباء .
ودليلنا :ما قدمناه من معنى المنع ، وهو ما أفقد عضوا مأكولا ، أو فسد لحما مقصودا ، وليس فى فقد القرن واحد من هذين الأمرين، فلم يمنع فكان النهى محمولا على الكراهة دون التحريم ، كما روى أنه نهى عن الأضحية بالعقصاء وهى الملتوية القرن ، وهو محمول على الاختيار دون الإجزاء ، وإن كانت الأضحية بالقرناء أفضل ، على أن الشافعى قد روى عن على بن أبى طالب عليه السلام أن النبى -صلى الله عليه وسلم -ضحى بعضباء الأذن .وحكى عن سعيد بن المسيب :أن العضباء إذا قطع منها النصف فما فوقه ، فصار المراد به نصا قطع الأذن دون القرن (الحاوى فى فقه الشافعى ،للماوردى، ج١٥ ،ص٨٤، كتاب الضحايا، التضحية بمعيبة القرن)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سینگ (نہ ہونے) کی وجہ سے (قربانی

www.idaraghufran.org

میں) کوئی نقص لاحق نہیں ہوگا، پس بغیر سینگ کے جانور کی اور زیادہ مقدار میں ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی کی جاسکتی ہے، اس کے سینگ سے خون بہہ رہا ہو، یا نہ بہہ رہا ہو، البتہ خارشی جانور کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ یہ ایسا مرض ہے، جو گوشت میں فساد پیدا کر دیتا ہے۔

ماوردی نے فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے جو بات فرمائی، یہ اسی طرح ہے، گائے اور بکری وغیرہ میں سینگ کا مفقود ہونا قربانی کے جواز کے لیے مانع نہیں ہے، خواہ پیدائشی طور پر سینگ مفقود ہوں، یا بعد میں کسی وجہ سے مفقود ہو گئے ہوں، پس ''جلحاء'' جانور کی قربانی جائز ہے، جس سے مراد ''جماء'' ہے، جو بغیر سینگ کے پیدا ہوا ہو، اور ''عضباء'' کی قربانی بھی جائز ہے، جس سے مراد وہ ہے، جس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو، خواہ سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون نکل رہا ہو یا نہ نکل رہا ہو۔

اور ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ سینگ کا مفقود ہونا قربانی کے جواز کے لیے مانع ہے، خواہ پیدائشی طور پر مفقود ہو، یا بعد میں ٹوٹنے کی وجہ سے مفقود ہو گیا ہو، پس ان کے نزدیک نہ تو ''جلحاء'' کی قربانی جائز ہے اور نہ ''عضباء'' کی۔

اور امام مالک نے فرمایا کہ ''جلحاء'' کی قربانی تو جائز ہے، اور ''عضباء'' کی اس صورت میں جائز نہیں، جبکہ قربانی کے جانور کی سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون بہہ رہا ہو۔ ابراہیم نخعی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عضباء'' کی قربانی سے منع فرمایا۔

اور ہماری دلیل وہی ہے، جو ممانعت کی بنیاد سے متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یا تو کھائے جانے والے عضو کا مفقود ہو جانا ہے، یا گوشت جو کہ مقصود ہے، اس کا فاسد ہو جانا ہے، اور سینگ کے مفقود ہونے میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی، لہٰذا اس کی قربانی ممنوع نہیں ہوگی، البتہ وارِد شدہ نہی

کراہت تنزیہی پر محمول ہوگی، نہ کہ حرمت پر، جیسا کہ یہ روایت بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عقصاء'' کی قربانی سے منع فرمایا، جس سے وہ جانور مراد ہے، جس کے سینگ مڑے ہوئے ہوں، ظاہر ہے کہ یہ اختیار وافضلیت پر محمول ہے، نہ کہ جواز پر، اگر چہ سینگ والے جانور کی قربانی افضل ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی کی، اور حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ ''عضباء'' وہ ہے، جس کا نصف یا اس سے زائد کان کاٹ دیا گیا ہو، پس اس سے واضح طور پر کان کا کٹا ہوا ہونا مراد ہوگا، سینگ کا کٹا ہوا ہونا مراد نہیں ہوگا (الحاوی)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ شافعیہ کے نزدیک جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہیں، اس کی قربانی علی الاطلاق ادا ہوجاتی ہے، اگر چہ کراہتِ تنزیہی لازم آتی ہے، اور ان کے نزدیک، سینگ والے جانور کی قربانی کرنا افضل ہے۔

شافعیہ نے سینگ کے بغیر قربانی کی نہی کی روایات کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا ہے، تا کہ جواز والی روایات کے ساتھ تطبیق پیدا ہو۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی کے جواز پر ائمہ متبوعین کا اتفاق ہے، البتہ ابراہیم نخعی کی طرف عدمِ جواز کا قول منسوب ہے، جس طرح سے ان کی طرف سینگ کا اندرونی حصہ (Horn Core) ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا عدمِ جواز بھی منسوب ہے، اور اس کا ذکر پہلے گزرا۔

پس شافعیہ کے نزدیک ''ڈس بڈنگ'' (Disbudding) اور ''ڈی ہارننگ'' (Dehorning) شدہ جانور کی قربانی جائز ہے، خواہ ابھی تک زخم بھی ٹھیک نہ ہوا ہو۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(فصل نمبر 3)

مالکیہ کی عبارات

مالکیہ کے مشہور اور راجح قول کے مطابق سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون جاری ہو، یعنی زخم ٹھیک نہ ہوا ہو، تو مکروہ یا ممنوع ہے۔
اس سلسلہ میں مالکیہ کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

''المدونة'' کا حوالہ

مالکیہ کی کتاب''المدونة''میں ہے کہ:

قلت :أرأيت إن كانت مكسورة القرن هل تجزء فى الهدايا والضحايا فى قول مالک؟قال :قال مالک :نعم إن كانت لا تدمى.

قلت :ما معنى قوله إن كانت لا تدمى أرأيت إن كانت مكسورة القرن قد بدا ذلک وانقطع الدم وجف أيصلح هذا أم لا فى قول مالک؟قال :نعم، إذا برئت، إنما ذلک فيما إذا كانت تدمى بحدثان ذلک.

قلت :لم كرهه مالک إذا كانت تدمى؟قال :لأنه رآه مرضا من الأمراض (المدونة للامام مالک بن انس، ج ۱ ،ص ۵۴۶، کتاب الضحایا)

ترجمہ: میں نے کہا کہ اگر سینگ ٹوٹا ہوا ہو، تو کیا امام مالک رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ایسا جانور ھدی اور قربانی میں جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ امام مالک

www.idaraghufran.org

رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جائز ہے، اگر خون نہ بہہ رہا ہو۔

میں نے عرض کیا کہ امام مالک کے اس قول کا مطلب کیا ہے کہ خون نہ بہہ رہا ہو، اگر سینگ واضح طور پر ٹوٹ گیا، اور خون کی آمد بند ہوگئی، اور وہ (یعنی زخم والی) جگہ خشک ہوگئی، تو کیا امام مالک کے قول کے مطابق اس جانور کی قربانی جائز ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بے شک جائز ہے، جب وہ صحیح ہو گیا، ممانعت تو اس صورت میں ہے، جبکہ تازہ سینگ ٹوٹا ہوا ہونے کی وجہ سے خون بہہ رہا ہو۔

میں نے عرض کیا کہ امام مالک نے خون بہنے کی صورت میں مکروہ کیوں قرار دیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ امام مالک نے اس کو امراض میں سے ایک مرض سمجھا ہے (المدونۃ)

قاضی محمد بن عبداللہ مالکی کا حوالہ

قاضی محمد بن عبداللہ مالکی (المتوفیٰ: 543ہجری) ''موطأ امام مالک'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وأما القرن فلا اختلاف بين العلماء أن الأجم يجزیء لكن القرن زيادة جمال وقدّر بخلاف أن يكون كسيراً فإنه يذهب الجمال فيجزیء حينئذ، فإن أدمى كان مرضاً لا يجزیء (القبس فی شرح موطأ مالک بن أنس، ص ٦۴٣، کتاب الضحایا، باب ما یُتَّقی من الضحایا)

ترجمہ: اور جہاں تک سینگ کا تعلق ہے، تو علماء کے مابین اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ''اجم'' کی قربانی جائز ہے، لیکن سینگ حسن وجمال میں زیادتی کا ذریعہ ہے، برخلاف اس کے کہ سینگ ٹوٹ جائے، تو اس صورت میں حسن

www.idaraghufran.org

وجمال متاثر ہوجاتا ہے، لیکن قربانی اس صورت میں بھی جائز ہوجاتی ہے (جیسا کہ غیر خوبصورت جانور کی قربانی جائز ہے) پھر اگر سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون نکل رہا ہو، تو وہ مرض وبیماری ہے، جو جائز نہیں (القبس)

”الفواکهُ الدوانی“ کا حوالہ

”الفواکه الدوانی“ میں ہے کہ:

ومما يمنع الإجزاء كسر القرن، وإليه الإشارة بقوله :(و) كذلك (مكسورة القرن إن كان) قرنها (يدمى) أى لم يبرأ (فلا يجوز) ذبحها ضحية، ولا هديا.

(و) مفهوم يدمى (إن لم يدم) بأن برء (فذلك) المذكور من تضحية أو غيرها (جائز) ، ولو انكسر من أصله بحيث لم يبق منه شيء ، ومن لازم الجواز الإجزاء ؛ لأن ذهاب القرن ليس نقصا فى الخلقة، ولا فى اللحم، إذ لا خلاف فى إجزاء الجماء التى لا قرن لها بالأصالة (الفواكه الدوانى على رسالة ابن أبى زيد القيروانى، ج ا ، ص ۳۸۰، باب فى الضحايا والذبائح والعقيقة والصيد والختان)

ترجمہ: اور جواز کے لیے مانع چیزوں میں سے سینگ کا ٹوٹنا بھی ہے، جس کی طرف اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا کہ ”اسی طریقہ سے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی سینگ والی جگہ سے اگر خون بہہ رہا ہو“ یعنی سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ کا زخم درست نہ ہوا ہو، تو اس کو قربانی یا ھدی میں ذبح کرنا جائز نہیں۔

اور خون بہنے کے مقابلے میں خون نہ بہنے کا مطلب یہ ہے کہ زخم ٹھیک ہوگیا ہو، تو اس کو قربانی وغیرہ میں ذبح کرنا جائز ہے، اگرچہ سینگ جڑ سے اس طرح اکھڑ گیا

www.idaraghufran.org

ہو کہ اس کا کوئی جزو بھی باقی نہ رہا ہو، اور جواز کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قربانی ادا ہو جائے گی، کیونکہ سینگ کا چلے جانا نہ تو خلقی شکل وصورت میں نقص کا سبب ہے، اور نہ گوشت میں نقص کا سبب ہے، کیونکہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ''جماء'' کی قربانی ادا ہو جاتی ہے، جس کے پیدائشی سے سینگ نہ ہوں (الفواکہ الدوانی)

ابوزید قیروانی کا حوالہ

ابوزید قیروانی مالکی تحریر فرماتے ہیں کہ:

وكذلك القطع ومكسورة القرن إن كان يدمى فلا يجوز وإن لم يدم فذلك جائز (الرسالة أبي زيد القيرواني، ص ٧٩، باب في الضحايا والذبائح والعقيقة والصيد والختان وما يحرم من الأطعمة والأشربة)

ترجمہ: اور اسی طریقہ سے اگر سینگ کاٹ دیا گیا ہو یا ٹوٹ گیا ہو، تو اگر اس میں سے خون جاری ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور خون جاری نہ ہو، تو قربانی جائز ہے (الرسالة لابی زید)

''كفايةُ الطالب'' کا حوالہ

مالکیہ کی کتاب ''كفايةُ الطالب'' میں ہے کہ:

(ومكسورة القرن إن كان) القرن (يدمى) يعنى لم يبرأ (فلا يجوز وإن لم) يكن (يدم) بأن برىء (فذلك جائز) ونحوه فى المدونة وظاهرها انكسر من أعلاه أو من أصله وعليه أكثر الشيوخ لأن ذلك ليس نقصا فى الخلقة ولا فى اللحم لأن النعاج لا قرن لها وما فسرنا به قوله يدمى قال ع هو الصحيح وقال وقيل

www.idaraghufran.org

المراد بالدم على بابه أنه إذا كان يسيل منه الدم فلا يجزىء وإن انقطع الدم فيجوز وهذا بعيد (كفاية الطالب الرباني لرسالة أبي زيد القيرواني، لأبي الحسن المالكي، ج ١ ص ٧ ١ ٧، باب في الضحايا)

ترجمہ: اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی اس صورت میں جائز نہیں، جبکہ اس میں سے خون بہہ رہا ہو، اور اگر خون نہ بہہ رہا ہو، یعنی زخم ٹھیک ہوگیا ہو، تو پھر قربانی جائز ہے، مدونہ میں اسی طرح سے ہے، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سینگ اوپر سے ٹوٹا ہو یا جڑ سے ٹوٹا ہو، دونوں کا حکم یکساں ہے، مالکیہ کے اکثر شیوخ اسی پر ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سینگ کا نہ ہونا خلقۃً نقص کا باعث نہیں، اور نہ ہی گوشت میں نقص کا باعث ہے، چنانچہ اونٹ کے سینگ نہیں ہوتے، اور ہم نے جو خون بہنے کی تفسیر زخم ٹھیک نہ ہونے سے کی ہے، یہی صحیح ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر خون بہہ رہا ہو، تو قربانی جائز نہیں، اور خون منقطع ہوگیا ہو تو جائز ہے، لیکن یہ تفسیر بعید ہے (کفایۃ الطالب)

علامہ ابنِ عبدالبر قرطبی مالکی کا حوالہ

علامہ ابنِ عبدالبر قرطبی مالکی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ:

وسمعت مالكا يكره كل نقص يكون في الضحايا إلا القرن وحده فإنه لا يرى بأسا أن يضحى بمكسورة القرن ويراه بمنزلة الشاة الجماء .

قال أبو عمر على هذا جماعة الفقهاء لا يرون بأسا أن يضحى بالمكسور القرن وسواء كان قرنه يدمي أو لا يدمي وقد روى عن مالك أنه كرهه إذا كان يدمي أنه جعله من المرض وأجمع

العلماء على أن الضحية بالجماء جائزة (التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد، للقرطبى، ج ٢٠، ص ١٧١)

ترجمہ: اور میں نے امام مالک سے سنا، آپ نے قربانی کے اندر ہر نقص کو مکروہ قرار دیا، سوائے سینگ کے، اس میں انہوں نے کوئی حرج نہیں سمجھا کہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کی جائے، اور انہوں نے اس کو پیدائشی طور پر سینگ نہ ہونے والی بکری کے درجہ میں رکھا۔

ابوعمر قرطبی فرماتے ہیں کہ اسی پر فقہاء کی جماعت ہے، جو سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی میں حرج نہیں سمجھتے، خواہ اس کے سینگ سے خون بہہ رہا ہو یا نہ بہہ رہا ہو، البتہ امام مالک سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے سینگ ٹوٹی ہوئی جگہ سے خون بہنے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے، انہوں نے اس کو مرض و بیماری کا درجہ دیا، اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ''جماء'' کی قربانی جائز ہے (التمہید)

مالکی فقہ کی مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے راجح قول کے مطابق عام جانور کے سینگ حسن و جمال کا باعث ہیں، لیکن ان کے نہ ہونے یا ٹوٹ جانے کی صورت میں قربانی جائز ہو جاتی ہے، البتہ اگر سینگ ٹوٹنے والی جگہ سے خون بہہ رہا ہو، جس سے راجح قول کے مطابق مراد یہ ہے کہ زخم ٹھیک نہ ہوا ہو، تو پھر جانور کے مریض و بیمار ہونے کے باعث اس کی قربانی ممنوع یا مکروہ ہے۔

پس مالکیہ کے نزدیک ''ڈس بڈنگ'' (Disbudding) اور ''ڈی ہارننگ'' (Dehorning) شدہ جانور کی قربانی جائز ہے، لیکن اگر اس عمل کے نتیجہ میں خون جاری ہوا، تو زخم ٹھیک ہونے تک اس کی قربانی مکروہ یا ممنوع ہوگی۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

www.idaraghufran.org

(فصل نمبر 4)

حنفیہ کی عبارات

حنفیہ کے اصل مذہب اور ظاہر الروایۃ کے مطابق جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے یا کاٹ دیئے گئے ہوں، ان دونوں کی قربانی جائز ہے، بغیر اس تفصیل کے کہ سینگ کی خاص مقدار ٹوٹی ہو، یا سینگ باہر یا اندر سے ٹوٹے ہوں، البتہ بعض مشائخِ حنفیہ کی عبارات اور اردو فتاویٰ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سینگ ''مشاش'' یا ''مخّ'' یا جڑ وغیرہ سے ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

پہلے علی الاطلاق جواز سے متعلق متعدد حنفیہ کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

امام محمد کی ''کتابُ الاصل'' کا حوالہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور مذہب ابی حنیفہ کے جامع وناقل امام محمد رحمہ اللہ ''کتابُ الاصل''میں فرماتے ہیں کہ:

قلت: أرأیت الکَبْش المکسور القَرْن هل یجزء؟ قال: نعم، لا بأس به، وهو وغیره فی ذلک سواء. وقد بلغنا عن عمار بن یاسر أنه سئل عن ذلک فقال: لا بأس به. ألا ترى أن الشاة قد تکون جَمّاء، فلا یکون کسر القرن أشد من هذا (الأَصْلُ لمحمد الشیبانی، ج۵، ص۴۰۵، کتاب الصید والذبائح)

ترجمہ: میں نے (امام ابوحنیفہ سے) عرض کیا کہ آپ کی اس مینڈھے کے بارے میں کیا رائے ہے، جس کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، کیا اس کی قربانی جائز

www.idaraghufran.org

ہے؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، پس جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں اور جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، وہ دونوں حکم میں برابر ہیں، اور ہمیں حضرت عمار بن یاسر کی سند سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں (اس کی قربانی جائز ہے) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بعض اوقات بکری کے پیدائشی طور پر سینگ نہیں ہوتے، پس سینگ کا ٹوٹنا، پیدائشی طور پر سینگ نہ ہونے سے عیب میں سخت نہیں (الاصل)

امام محمد رحمہ اللہ کی ''کتابُ الاصل'' میں مذکورہ حکم حنفیہ کے نزدیک ''ظاہرالروایۃ'' کا درجہ رکھتا ہے۔

اور مذکورہ عبارت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پیدائشی سینگ نہ ہونے اور بعد میں سینگ ٹوٹ جانے کا حکم یکساں بیان فرمایا ہے، بلکہ سینگ ٹوٹنے کو پیدائشی سینگ نہ ہونے سے اہون فرمایا ہے۔

پیدائشی طور پر سینگ نہ ہونا اس طور پر بھی ہوتا ہے کہ سینگوں کا بالکل بھی وجود اور نام ونشان نہیں ہوتا، یعنی سینگ کے نیچے کے حصہ (ہارن کور) کا بھی وجود نہیں ہوتا، جس پر سینگ اگتا ہے، اسی طرح سینگ ٹوٹنے کی بھی بعض صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں کہ مکمل سینگ کاٹ دیے جائیں، اوران کا نام ونشان یہاں تک کہ جلد کے اوپر ان کا وجود باقی نہ رہے، اسی لیے مذکوہ عبارت میں سینگ مکمل ٹوٹنے یا کسی خاص مقدار میں سینگ ٹوٹنے کی کوئی قید وشرط نہیں لگائی گئی۔

اور مذکورہ عبارت میں ''جماء'' پر قیاس کے ساتھ ساتھ حضرت عمار بن یاسر کی روایت کو بھی مستدل بنایا گیا ہے۔

شمس الائمہ سرخسی کی ''المبسوط'' کا حوالہ

امام محمد رحمہ اللہ کی کتب کے جامع وشارح شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (المتوفی: 483ہجری) ''المبسوط'' کی ''کتابُ المناسک'' میں ''ھدی'' کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قال: ویجزی فی الھدی الخصی ومکسورۃ القرن؛ لأن ما لا قرن لہ یجزی فمکسور القرن أولی، وھذا لأنہ لا منفعۃ للمساکین فی قرن الھدی (المبسوط للسرخسی، ج۴،ص ۱۴۲، کتاب المناسک)

ترجمہ: اور (حج وغیرہ کی) ھدی میں خصی جانور اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے، کیونکہ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، جب اس کی قربانی جائز ہے، تو جس جانور کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں، اس کی قربانی بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگی، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مساکین کے لیے ھدی کے سینگوں میں کوئی منفعت وابستہ نہیں (کیونکہ سینگوں کو گوشت کی طرح کھایا نہیں جاتا) (المبسوط)

اور شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ ''المبسوط'' ہی میں قربانی کے باب میں فرماتے ہیں کہ:

(ولا بأس بأن یضحی بالجماء وبمکسور القرن) أما الجماء فلأن ما فات منھا غیر مقصود؛ لأن الأضحیۃ من الإبل أفضل، ولا قرن لہ. وإذا ثبت جواز الجماء فمکسور القرن أولی، وقد روی فی ذلک عن عمار بن یاسر -رضی اللہ تعالی عنہ (المبسوط للسرخسی، ج۱۲ ص ۱۱، کتاب الذبائح، باب الاضحیۃ)

ترجمہ: اور ''جماء'' یعنی جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اور جس

www.idaraghufran.org

جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، ان (دونوں طرح کے جانوروں) کی قربانی میں کوئی حرج نہیں، ''جماء'' کی قربانی اس لیے جائز ہے کہ اس کے سینگ نہ ہونے سے اس کی کوئی منفعت فوت نہیں ہوتی، اور قربانی میں اونٹ کی قربانی افضل ہے، حالانکہ اس کے سینگ نہیں ہوتے، تو جب ''جماء'' کی قربانی جائز ہے، تو جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، اس کی بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگی، اور یہ بات حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (المبسوط)

شمس الائمہ سرخسی کی مذکورہ دونوں عبارات سے معلوم ہوا کہ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا جواز برابر ہے، بلکہ مؤخر الذکر کی قربانی کا جواز مقدم الذکر کے مقابلہ میں بدرجۂ اولیٰ ہے، اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ھدی یا قربانی کے جانور کے سینگ سے مقصود وابستہ نہیں، اسی وجہ سے اونٹ کی قربانی نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ افضل ہے، جس کے سینگ نہیں ہوتے، علاوہ ازیں حضرت عمار بن یاسر کی حدیث اس کی دلیل ہے، پس قیاس اور نص دونوں اس کے مؤید ہوئے۔

''المحیطُ البرهانی'' کا حوالہ

فقہ حنفی کی مشہور ومتداول کتاب ''المحیطُ البرهانی'' میں ہے کہ:

ولا بأس بالخصی والجماء وهی الشاة التی لا قرن لها ومكسور القرن (المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی، ج٦، ص ٩٢، كتاب الأضحية، الفصل الخامس فی بیان ما یجوز فی الضحایا وما لا یجوز، وفی بیان المستحب، والأفضل منها)

ترجمہ: اور خصی جانور اور ''جماء'' یعنی جس بکری وغیرہ کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اور جس جانور کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں، ان کی قربانی میں کوئی حرج نہیں (المحیط البرہانی)

www.idaraghufran.org

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک ''جماء'' اور ''مکسور القرن'' کی قربانی جائز ہے، اس عبارت میں بھی سینگ کھال کے ساتھ سے ٹوٹنے یا اوپر سے ٹوٹنے وغیرہ کی کوئی قید وشرط نہیں لگائی گئی۔

ابوبکر جصاص کی ''شرح مختصر الطحاوی'' کا حوالہ

امام ابوبکر جصاص (المتوفیٰ: 370ہجری) ''مختصر الطحاوی'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وليس القرن في ذلك كالأذن والذنب والألية؛ لأنها لو كانت جماء لأجزأت، ولو كانت سكاء لا أذن لها رأسًا :لم تجزه .ولأن النبي صلى الله عليه وسلم قال" :استشرفوا العين والأذن."وأيضًا روى شريك والحسن بن صالح عن سلمة بن كهيل عن حجية قال :أتى رجل عليًا، فسأله عن المكسورة القرن؟ قال :لا يضرك، وقال :عرجاء ؟ قال :إذا بلغت المنسك، "أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نستشرف العين والأذن."

فدل ذلك على أن ذهاب القرن لا يمنع صحة الأضحية، وأن ما في حديث جرى بن كليب عن علي رضي الله عنه :أنَّ النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يضحى بعضباء الأذن والقرن، قد علم منه علي رضي الله عنه أنه لا يجب اعتبار القرن فيه؛ لأنه لا يخلو من أن يكون علم نسخ ما في حديث جرى بن كليب، أو عرف من دلالة لفظ النبي عليه الصلاة والسلام أو دلالة الحال، على أن ذكره للقرن لا يوجب اعتبار صحته (شرح مختصر الطحاوی، لابی بکر الجصاص، ج۷، ص۳۵۸، کتاب الضحایا، مسألة :الأضحية بالعوراء)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور سینگ کا حکم اس سلسلہ میں کان اور دُم اور چکتی کی طرح نہیں ہے، کیونکہ اگر جانور ''جماء'' (یعنی پیدائشی طور پر سینگ کے بغیر ہو) تو اس کی قربانی جائز ہے، اور اس کے برعکس اگر ''سکاء'' (یعنی پیدائشی طور پر کان کے بغیر ہو) تو (جمہور کے نزدیک اس کی قربانی) جائز نہیں (جس سے سینگ اور کان وغیرہ میں فرق ہوگیا) اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم آنکھ اور کان کو توجہ سے دیکھ لیا کرو (اس حدیث میں بھی سینگ کا آنکھ اور کان کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا) اس کے علاوہ شریک اور حسن بن سالم نے سلمہ بن کہیل سے جحیہ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آکر سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے بارے میں سوال کیا؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی ضرر وحرج نہیں، پھر سوال کیا کہ لنگڑے کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قربان گاہ تک پہنچ جائے، تو جائز ہے، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اور کان توجہ سے دیکھ لینے کا حکم فرمایا ہے۔

جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سینگ کا چلے جانا قربانی کی صحت کے لیے مانع نہیں، جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے جو جری بن کلیب کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کان اور سینگ ٹوٹے یا کٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایت سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کے جانور میں سینگوں کے اعتبار کو ضروری قرار نہیں دیتے، لہٰذا اس بات سے خالی نہیں کہ یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جری بن کلیب کی حدیث کے منسوخ ہونے کو جان لیا تھا، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ کی دلالت یا حالت کی دلالت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ

بات پہچان لی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ کا جوذکر فرمایا ہے، وہ قربانی کی صحت کے معتبر ہونے کو واجب وثابت نہیں کرتا (بلکہ اولیٰ وغیرہ ہونے، یا پھر صرف کان کے معتبر ہونے کو ثابت کرتا ہے) (شرح مختصر الطحاوی)

اورابوبکرجصاص رحمہ اللہ مذکورہ کتاب میں ہی ایک مقام پرآگے چل کرفرماتے ہیں کہ:

قال :(لا تضر الأضحية أن تكون ذاهبة القرون)وذلك لأنا لا نعلم خلافًا أن الجَمَّاء التى لا قرن لها فى الأصل جائزة فى الأضحية، فالذاهبة القرون بالكسر أحرى أن تجوز، ألا ترى أن العمياء لا يختلف حكمها أن يكون عمياء فى الأصل، أو عميت بعد أن ضُحِّيت، والمراد بعد أن عُيِّنت أضحية.

وليس القرن كالأذن، لأن النبى عليه الصلاة والسلام قال: "استشرفوا العين والأذن."

فإن قيل :فى حديث جرى بن كليب عن على رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه "نهى أن يُضحَّى بعضباء الأذن والقرن"، فجمع بين القرن والأذن.

قيل له :قد قامت الدلالة على أنَّ صحة القرن ليست شرطًا فى جوازها، لأن نقصانه ليس بأكثر من عدمه رأسًا (شرح مختصر الطحاوى،لابى بكر الجصاص،ج۷،ص۳۶۳،كتاب الضحايا،مسألة :التضحية بذاهبة القرون)

ترجمہ: اور قربانی کے جانور کے اگر سینگ جاتے رہے ہوں، تو قربانی میں کوئی ضرر پیدا نہیں ہوتا، جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے علم میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ ''جماء'' جس کے پیدائشی طور پرسینگ نہ ہوں، وہ قربانی

میں جائز ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اگر ٹوٹنے کی وجہ سے سینگ جاتے رہے ہوں، تو وہ بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ نابینا جانور کا حکم اس سلسلہ میں مختلف نہیں کہ خواہ وہ پیدائشی نابینا ہو یا بعد میں نابینا ہوگیا ہو، جبکہ اسے قربانی کے لیے متعین کر دیا گیا ہو۔

اور سینگ کا حکم کان کی طرح نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اور کان کو توجہ سے دیکھ لینے کا حکم فرمایا ہے (سینگ کو توجہ سے دیکھ لینے کا حکم نہیں فرمایا)

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ جری بن کلیب کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کان اور سینگ کٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ اور کان کو ایک ساتھ جمع کر کے حکم بیان فرمایا (لہٰذا کان اور سینگ دونوں کا حکم یکساں ہونا چاہیے)

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ دلالت اس بات پر قائم ہوچکی ہے کہ سینگ کا صحیح (یعنی سلامت وموجود) ہونا قربانی کے جواز کے لیے شرط نہیں، کیونکہ سینگ کا نقصان اس کے بالکل سرے سے (یعنی پیدائشی طور پر) موجود نہ ہونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (شرح مختصر الطحاوی)

اس سلسلہ میں امام طحاوی رحمہ اللہ کی ''شرح معانی الآثار'' کے حوالہ سے عبارت احادیث وروایات کے بعد ان کی تشریح وتوضیح کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

اور اب امام طحاوی کی ''مختصر'' کی شرح کی عبارت ذکر کی جاچکی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک ''جماء'' اور ''مکسورۃُ القرن'' کی قربانی علی الاطلاق یعنی کسی خاص مقدار میں ٹوٹنے یا کاٹنے کی قید وشرط کے بغیر جائز ہے، اور حنفیہ نے ''عضباء القرن'' یا ''مستأصلة القرن'' وغیرہ والی روایت کو اختیار نہیں کیا، بلکہ انہوں نے جواز

والی حدیث کو اختیار کیا ہے۔

”الاختیار لتعلیل المختار“ اور ”شرح النقایة“ کا حوالہ

”الاختیار لتعلیل المختار“ میں ہے کہ:

(وتـجـوز الـجماء والخصی والثولاء والجرباء) أما الجماء فلأن القرن لا یتعلق به مقصود(الاختیار لتعلیل المختار، ج ۱، ص ۱۷۴، کتاب الحج)

ترجمہ: اور جماء اور خصی اور ثولاء اور جرباء کی قربانی جائز ہے، جہاں تک ”جماء“ کی قربانی کے جائز ہونے کا تعلق ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سینگ کے ساتھ مقصود وابستہ نہیں ہے(الاختیار)

”شرح النقایة“ میں بھی اسی طرح ہے۔ [1]

مذکورہ عبارات میں ”لأن القرن لا یتعلق به مقصود“ کے الفاظ سے سینگ نہ ہونے کی صورت میں قربانی کے جواز کی علت بھی معلوم ہوئی، یہی علت پہلے بھی متعدد عبارات میں گزر چکی ہے۔

”فتاویٰ قاضیخان“ کا حوالہ

”فتاویٰ قاضیخان“ میں ہے کہ:

و یـجـوز الـجـماء و هی التی لا قرن لها خلقة و کذلک مکسورة القرن(فتاوی قاضی خان، ج ۳، ص ۲۱۱، کتاب الأضحیة)

ترجمہ: اور ”جماء“ کی قربانی جائز ہے، جس سے مراد وہ جانور ہے، جس کے

---

[1] (وتذبح) فی الأضحیة (الثولاء) وهی المجنونة و (الجماء) وهی التی لا قرن لها، لأن القرن لا یتعلق به مقصود(شرح النقایة،لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی، ج ۴، ص ۲۴۷، کتاب الأضحیة)

www.idaraghufran.org

پیدائشی سینگ نہ ہوں، اوراسی طرح سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی بھی جائز ہے (فتاویٰ قاضی خان)

مذکورہ عبارت میں بھی ’’جماء‘‘ اور ’’مکسورۃُ القرن‘‘ کی قربانی کو یکساں طور پر بغیر کسی قیدوشرط اور تفصیل کے جائز قرار دیا گیا ہے۔

’’تبیینُ الحقائق‘‘ اور ’’شرحُ العینی‘‘ کا حوالہ

’’کنز الدقائق‘‘ کی شرح ’’تبیینُ الحقائق‘‘ اور ’’شرحُ العینی‘‘ میں ہے کہ:

(ویضحی بالجماء)، وهي التي لا قرن لها؛ لأن القرن لا يتعلق به مقصود، وكذا مكسورة القرن بل أولى لما قلنا (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج٦، ص٥، كتاب الأضحية، شرح العيني على كنز الدقائق، ج ٢، ص ٣٦٩، في بيان احكام الاضحية)

ترجمہ: اور ’’جماء‘‘ یعنی جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی جائز ہے، کیونکہ سینگ کے ساتھ مقصود وابستہ نہیں، اوراسی طریقہ سے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی بھی جائز ہے، بلکہ بدرجۂ اولیٰ جائز ہے، اوراس کی وجہ بھی وہی ہے، جو ہم نے ذکر کی (کہ سینگ کے ساتھ مقصود وابستہ نہیں) (تبیین الحقائق و شرح العینی)

’’حاشیةُ الطحطاوی، مجمعُ الانهر اور تکملةُ البحرُ الرائق‘‘ کا حوالہ

’’الدرالمختار‘‘ کے ’’حاشیة الطحطاوی‘‘ میں اور ’’ملتقی الابحر‘‘ کی شرح

''مجمع الانهر'' میں اور ''البحر الرائق'' کے تکملہ میں بھی مذکورہ تفصیل منقول ہے۔ [1]

مذکورہ اور اس جیسی حنفیہ کی معتبر عبارات میں نہ صرف یہ کہ ''جماء'' اور ''مکسورة القرن'' کی قربانی کو یکساں طریقہ پر علی الاطلاق جائز قرار دیا گیا ہے، بلکہ ساتھ ہی دونوں کی علت کا یکساں اور ایک ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔

''الهداية فی شرح بداية المبتدی'' کا حوالہ

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الهداية فی شرح بداية المبتدی'' میں ہے کہ:

"ويجوز أن يضحى بالجماء "وهى التى لا قرن لها لأن القرن لا يتعلق به مقصود، وكذا مكسورة القرن لما قلنا (الهداية فی شرح بداية المبتدی، ج۴،ص ۳۵۹، كتاب الأضحية)

ترجمہ: اور ''جماء'' کی قربانی جائز ہے، جس سے مراد وہ جانور ہے، جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، کیونکہ سینگ کے ساتھ (قربانی کا) مقصود وابستہ نہیں، اور اسی طرح سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی بھی جائز ہے، اور اس کی وجہ بھی وہی ہے، جو ہم نے ذکر کی (کہ سینگ کے ساتھ قربانی کا مقصود وابستہ نہیں) (الہدایۃ)

''الهداية'' کی شرح ''العناية'' کا حوالہ

''الهداية'' کی شرح ''العناية'' میں ہے کہ:

---

[1] (قوله ويضحى بالجماء) وهى التى لاقرن لها، لان القرن لايتعلق به مقصود ،وكذا مكسورة القرن، بل هى اولى، منح(حاشية الطحطاوى على الدرالمختار، ج۴ص ۱۶۴، كتاب الاضحية)

(وتجوز الجماء) بتشديد الميم وهى التى لا قرن لها بالخلقة إذ لا يتعلق به المقصود وكذا مكسور القرن بل أولى لما قلنا(مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، ج۲،ص ۵۱۹، كتاب الأضحية)

(ويضحى بالجماء) التى لا قرن لها يعنى خلقة لأن القرن لا يتعلق به مقصود وكذا مكسورة القرن بل أولى(تكملة البحر الرائق للطورى، ج۸،ص ۲۰۰، كتاب الأضحية)

www.idaraghufran.org

وقوله (لأن القرن لا يتعلق به مقصود) ألا ترى أن التضحية بالإبل جائزة ولا قرن له(العناية شرح الهداية، ج۹، ص۵۱۵، كتاب الأضحية)

ترجمہ: اورصاحبِ ہدایہ کا یہ قول کہ سینگ کے ساتھ مقصود وابستہ نہیں، اس کی توضیح یہ ہے کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اونٹ کی قربانی جائز ہے، حالانکہ اونٹ کے سینگ نہیں ہوتے (العنایۃ)

مذکورہ عبارات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک ''جماء'' اور ''مکسورۃ القرن'' کی قربانی جائز ہے، اور دونوں کی علت ایک ہی ہے، اور یہ علت جس طرح تھوڑی یا زیادہ مقدار میں سینگ ٹوٹنے پر صادق آتی ہے، اسی طرح سینگ مکمل ٹوٹنے یا کاٹنے پر بھی صادق آتی ہے۔

حنفیہ کے علاوہ شافعیہ اور مالکیہ بھی ''جماء'' اور ''مکسورۃ القرن'' دونوں جانوروں کو یکساں حکم دیتے ہیں، اور علت میں بھی اشتراک کے قائل ہیں۔

''الهداية'' کی شرح ''البناية'' کا حوالہ

''الهداية'' کی شرح ''البناية'' میں ہے کہ:

(قال: ويجوز أن يضحى بالجماء وهى التى لا قرن لها) ش: أى قال القدورى: ولا خلاف فيه لأحد م: (لأن القرن لا يتعلق به مقصود) ش: لأنه ينتفع به فى الأضحية وليس منصوص عليه فلا يؤثر، م: (وكذا مكسورة القرن) ش: أى يجوز.

م: (لما قلنا) ش: أن القرن لا يتعلق به مقصود، وبه قال الشافعى، وقال أحمد: إن انكسر أكثر من نصف القرن لا يجوز، وما دونه يجوز، لما روينا عن على -رضى الله عنه- أنه قال: نهى النبى -صلى الله عليه وسلم- أن يضحى بعضباء الأذن والقرن والعضب

الكثير من النصف، فكرهت ذلك رواه أبو داود .وقال مالك: إن كان قرنها يدمى كثيرا لم يجزه، وإلا جاز. لأن ما لا دماء لها تعتبر كالمريضة.

وفى "اللباب" "حديث على -رضى الله تعالى عنه -لا يخلو من أن يكون مقدما على حديث البراء، وهو ما روى أنه -صلى الله عليه وسلم -قال :أربع لا تجزء فى الأضاحى :العوراء البين عورها .الحديث، فيكون منسوخا بحديث البراء متأخرا، فيكون حديث على زائدا عليه، وما علمنا ثبوته لم يجعله منسوخا بالشك فيكون واجب العمل، وهذا فيه توضيح قول أحمد ولكن أصحابنا قالوا :إن العيب اليسير لا يمنع بالإجماع وبهذا جازت الوجوه؛ لأنه لا يسر فى المقصود وهو اللحم، فكسر القرن كذلك.

وعن عبيد بن فيروز قال :قلت للبراء :فإنى أكره النقص من القرن؟، فقال :أكره لنفسك ما شئت وإياك أن تضيق على الناس، فيحمل على الاستحباب، كما حمل حديث الشركاء على الاستحباب ويدل عليه إنكار البراء على ابن فيروز.

وقال الكرخى فى "مختصره" :"قال هشام :سألت أبا يوسف عن السعية التى لا قرن لها فقال :السكاء :إن كان بها أذن فهى تجزء، وإن كانت صغيرة الأذن أو إن لم يكن لها أذن فإنها لا تجزء، وهو قول أبى يوسف، وتجزء الشاة وإن لم يكن لها قرن عندهم جميعا.

وقال محمد فى "الأصل" :"لو كسر بعض قرنها أو جميعه

أجزأت وأما السكاء وهي التي لا أذن لها خلقة فإن كانت الأذن صغيرة والعضو موجود وصغير الأعضاء لا يمنع وإن لم يكن لها أذن بينة فإن الأذن مقصودة في الخلقة بدلالة النص عليها فعدمها أكثر من نقصانها (البناية شرح الهداية، ج۱۲، ص۳۸، کتاب الأضحية)

ترجمہ: فرمایا کہ اور جائز ہے ''جماء'' کی قربانی کرنا، یعنی جس جانور کے سینگ نہ ہوں (اس کی قربانی جائز ہے) قدوری نے فرمایا کہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ سینگ کے ساتھ مقصود وابستہ نہیں، کیونکہ سینگ سے قربانی میں انتفاع نہیں کیا جاتا۔ [1]

اور نہ ہی اس (یعنی خاص سینگ) کے بارے میں نص وارِد ہوئی ہے (اور اگر کسی نص میں ذکر ہے، تو اس کے برعکس بھی نص وارِد ہے ''واذا تعارض تساقط و یرجع الی القیاس ''وغیرہ) لہٰذا سینگ کو قربانی میں مؤثر نہیں مانا جائے گا، اور اسی طریقہ سے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی بھی جائز ہے، اور اس کی وجہ بھی وہی ہے، جو ہم نے بیان کی کہ اس کے ساتھ مقصود وابستہ نہیں، یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے، اور امام احمد نے فرمایا کہ اگر نصف سینگ سے زیادہ ٹوٹ جائے، تو قربانی جائز نہیں، اور اس سے کم ٹوٹنے کی صورت میں جائز ہے، بوجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کان اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا، اور ''عضب'' نصف سے زائد کو کہا جاتا ہے، لہٰذا یہ مکروہ ہوگا، اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے، اور امام مالک نے فرمایا کہ اگر ٹوٹے ہوئے سینگ سے کثیر خون بہہ رہا ہو، تو جائز نہیں، ورنہ جائز

---

[1] ''البناية'' کے ہمارے سامنے موجود نسخہ میں ''ينتفع به'' کے الفاظ ہیں، جبکہ سیاق وسباق سے ''لا ينتفع به'' کے الفاظ زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں، اس لیے ہم نے ''ينتفع به'' کے بجائے ''لا ينتفع به'' کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔
محمد رضوان

ہے، کیونکہ جس کا خون بہہ رہا ہو، وہ (زخم تازہ ہونے کی وجہ سے) مریض سمجھا جائے گا۔

اور ''لباب'' میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات سے خالی نہیں کہ یا تو وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مقدم ہو، جس میں یہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز ہے، جس میں ایک جانور وہ ہے کہ جو واضح طور پر کانا ہو، آخر حدیث تک، پس وہ حضرت براء کی بعد والی حدیث سے منسوخ ہوگی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر زائد ہوگی، اور جس کے ثبوت کا ہمیں یقین ہو، تو اس کو ہم شک کی وجہ سے منسوخ قرار نہیں دے سکتے، لہٰذا وہ واجب العمل ہوگی، اس میں امام احمد کے قول کی توضیح بھی ہوگئی، اس کے علاوہ ہمارے اصحاب (یعنی حنفیہ) نے فرمایا کہ تھوڑا عیب بالا جماع مانع نہیں، جس کی بناء پر بہت سی صورتیں جائز ہیں، کیونکہ وہ (یعنی تھوڑا عیب) مقصود یعنی گوشت میں سرایت نہیں کرتا، پس سینگ کا ٹوٹنا بھی یہی حکم رکھتا ہے (کہ وہ بھی گوشت کے مقصود میں سرایت نہیں کرتا)

اور حضرت عبید بن فیروز سے مروی ہے کہ میں نے حضرت براء سے عرض کیا کہ میں سینگ میں نقص کو ناپسند کرتا ہوں، تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اپنے لیے جس چیز کو چاہیں مکروہ سمجھیں، لیکن لوگوں پر تنگی کرنے سے اپنے آپ کو بچائیں، لہٰذا سینگ ہونے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ شرکاء کی حدیث کو استحباب پر محمول کیا گیا ہے، اور اسی بات پر حضرت براء رضی اللہ عنہ کا ابنِ فیروز پر انکار کرنا بھی دلالت کرتا ہے۔ [1]

اور امام کرخی نے اپنی ''مختصر'' میں حضرت ہشام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام

---

[1] پس سینگ ٹوٹا ہوا ہونے کی صورت میں دوسروں کی قربانی پر عدمِ جواز وعدمِ صحت کا حکم لگانا بھی دوسروں پر تنگی کرنے میں داخل ہونے کی وجہ سے درست نہ ہوگا، البتہ کوئی خود سے اپنے لیے ناپسند کرے، تو الگ بات ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

ابو یوسف سے اس جانور کے بارے میں سوال کیا، جس کا سینگ نہ ہو؟ تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر جانور کے کان ہوں، اگر چہ چھوٹے ہوں، تو اس کی قربانی جائز ہے، اور اگر بالکل کان نہ ہوں، تو اس کی قربانی جائز نہیں، اور ابو یوسف کا یہی قول ہے، اور اس بکری کی قربانی سب کے نزدیک جائز ہے، جس کے سینگ نہ ہوں (اور سینگ نہ ہونے میں پیدائشی نہ ہونا اور بعد میں چلے جانا یکساں حکم رکھتا ہے)

اور امام محمد نے ''الاصل'' میں فرمایا کہ اگر سینگ کا کچھ حصہ یا مکمل سینگ ٹوٹ جائے، تو اس کی قربانی جائز ہے، جہاں تک ''سکاء'' کا تعلق ہے، جس کے پیدائشی کان نہ ہوں، تو اگر اس کے چھوٹے چھوٹے کان ہوں، لیکن کانوں کا عضو موجود ہو، تو جائز ہے، کیونکہ اعضاء کا چھوٹا ہونا ممانعت کا سبب نہیں، اور اگر اس کے واضح طور پر کان نہ ہوں، تو پھر قربانی جائز نہیں، کیونکہ کان پر دلالۃُ النص پائے جانے کی وجہ سے وہ پیدائشی طور پر مقصود ہیں، تو کانوں کا نہ ہونا کانوں کے نقصان (مثلاً چھوٹے ہونے) سے زیادہ بڑا عیب ہے (البنایۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ امام محمد اور امام ابو یوسف دونوں حضرات سے ''جماء'' اور ''مکسورۃ القرن'' کی قربانی کا جواز مروی ہے، اور اس کے خلاف اصحابِ مذہب سے کوئی تصریح مروی نہیں، لہٰذا حنفیہ کا اصل مذہب یہی شمار ہوگا۔

ملحوظ رہے کہ جس جانور کے پیدائشی طور پر بالکل کان نہ ہوں، جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ حنابلہ کے نزدیک ایسے جانور کی قربانی جائز ہے، جس طرح ان کے نزدیک بغیر دُم کے جانور کی قربانی جائز ہے۔ [1]

---

[1] ويتفق الفقهاء على أن صغيرة الأذنين تجزء في الأضحية (سواء سميت سكاء أو صمعاء).
لكن قال المالكية :إن كانت الأذن صغيرة جدا بحيث تقبح به الخلقة فلا تجزء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حنفیہ کی مذکورہ معتبر و مستند کتب مثلاً ”الاصل، المبسوط، المحیط البرھانی، شرح معانی الآثار، مختصر الکرخی، قاضی خان، مجمع الانھر، تبیین الحقائق، شرح العینی علی الکنز، تکملۃ البحر الرائق، طحطاوی علی الدر، الھدایۃ، البنایۃ “اور دوسری متعدد کتبِ فقہ کی عبارات سے معلوم ہوا کہ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، یا اس کے سینگ کاٹ دیئے گئے ہوں، یا ٹوٹ گئے ہوں، اس کی قربانی جائز ہے، اس تفصیل کے بغیر کہ جانور کے سینگ کا تھوڑا یا زائد حصہ ٹوٹا ہو یا سینگ کا ظاہری غلاف یا جانور کی کھال سے اوپر کا حصہ ٹوٹا ہو، جس کو انگریزی زبان میں ”ڈیڈ ہارن“ (Dead Horn) کہا جاتا ہے، یا سینگ کا باطنی حصہ ٹوٹا ہو، جو ظاہری سینگ کے اندر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أما التی خلقت بلا أذنين فلا تجزء فی الأضحية عند جمهور الفقهاء -الحنفية والمالكية والشافعية -وتجزء عند الحنابلة؛ لأن ذلک لا يخل.

وما يقال فی الأضحية يقال فی الهدی(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵ ص ۸۹،۹۰، مادة ”سكاء“)

وتجزء الصمعاء، وهی التی لم يخلق لها أذن، أو خلقت لها أذن صغيرة كذلک .وتجزء البتراء، وهی المقطوعة الذنب كذلک(المغنی لابنِ قدامة، ج۳ص ۴۷۶، كتاب الحج، باب الفدية وجزاء الصيد، فصل يجزء الخصی فی الأضحية)

ويجزء ما ذهب نصف إليتها والجماء: وهی التی خلقت بلا قرن والصمعاء: وهی الصغيرة الأذن وما خلقت بلا أذن والبتراء التی لا ذنب لها: خلقة أو مقطوعا(الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل، ج ا ص ۴۰۳، كتاب الحج، باب الهدی والاضاحی والعقيقة،فصل ولا يجزء فيهما العوراء)

قال رحمه الله :(والجماء).

الجماء :هی التی لا قرون لها، والبهيمة أو الشاة الجماء يجوز أن يضحی بها؛ لأنها خلقة قد ذهب قرنها، فليست كالتی يقطع أو يقص منها بعد وجوده، ففرق العلماء رحمهم الله بين كونها وجدت خلقة بهذه الطريقة، وبين كونها قطع منها ذلک.

ثم قيس علی هذه المسألة إذا ما ولدت الشاة لا أذن لها، فقال بعض العلماء :إذا كانت بدون أذن جاز أن يضحی بها، وهی الصمعاء ، فقالوا :يجوز أن يضحی بها كالجماء ، فإن ذهاب أكثر القرن لم يجزء عندهم، وأما إذا كان خلقة غير موجود فإنه يجزء، قالوا :فكذلک الأذن إذا قطع أكثرها أو كلها أثر، وأما إذا وجدت خلقة صمعاء لا أذن لها فإنه يجزء أن يضحی بها(شرح زاد المستنقع للشنقيطی، باب الهدی والاضحية والعقيقة، احكام العيوب الاضحية، أحكام الجماء والصمعاء فی النسک)

www.idaraghufran.org

ہوتا ہے، اور اس کو باطنی سینگ یا ’’ہارن کور‘‘ (Horn Core) کہا جاتا ہے۔

غلاف ٹوٹا ہونے پر پیدائشی طور پر سینگ نہ ہونے اور اونٹ کی قربانی کے جواز کی تمثیل سے بھی یہی واضح اور معلوم ہوتا ہے کہ ’’جماء‘‘ اور ’’مکسورۃ القرن‘‘ کی قربانی کا جواز حنفیہ کے نزدیک علی الاطلاق ہے۔

متعدد، مستند محدثین اور غیر حنفی فقہائے کرام نے بھی سینگ کے متعلق حنفیہ کا یہی مذہب ذکر کیا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ کے اصل مذہب میں ’’جماء‘‘ اور ’’مکسورۃ القرن‘‘ کا حکم ’’سواء بسواء‘‘ ہے، جس طرح اونٹ کے بالکل سینگ نہیں ہوتے، اسی طرح اگر سینگ ٹوٹنے یا کاٹنے کے بعد کسی جانور کی یہ حالت ہو جائے، وہ بھی یہی حکم رکھے گا، اور حنفیہ کے اصل مذہب میں دونوں قسم کے جانوروں کی قربانی کے جواز کی علت متحد ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکسورۃ القرن یا ’’مستأصلہ‘‘ کے عدمِ جواز کی حدیث کو حنفیہ نے اختیار نہیں کیا، بلکہ اس کو منسوخ یا مؤول سمجھا ہے۔

پس حنفیہ کے اصل مذہب کے مطابق ’’ڈس بڈنگ‘‘ (Disbudding) اور ’’ڈی ہارننگ‘‘ (Dehorning) ہوئے جانور کی قربانی جائز ہے، خواہ ابھی تک زخم بھی ٹھیک نہ ہوا ہو۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

(فصل نمبر 5)

سینگ، مشاش یا مخ تک ٹوٹنے پر بعض مشائخِ حنفیہ کا قول

بعض متاخرین مشائخِ حنفیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر سینگ اس طرح ٹوٹ جائے کہ مشاش یا ''مخّ'' یا دماغ تک سینگ ٹوٹنے کا اثر پہنچ جائے، تو پھر قربانی جائز نہیں، بعض عبارات سے اس کا بھی ایہام ہوتا ہے کہ انہوں نے ظاہری قرن یعنی ''ڈیڈ ہارن'' (Dead Horn) کے ٹوٹنے، یا کاٹنے کو تو قربانی کے جواز میں مؤثر نہیں سمجھا، لیکن اندر کا یعنی ''ہارن کور'' (Horn Core) ٹوٹ جانے یا کاٹ دینے کی صورت میں مؤثر سمجھا ہے، بعض اردو فتاویٰ سے بھی اس سے ملتے جلتے انداز کا حکم ظاہر ہوتا ہے، جس کی تفصیل آگے ملاحظہ فرمایئے۔

علامہ کاسانی کا حوالہ

علامہ علاء الدین کاسانی حنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 587ہجری) فرماتے ہیں کہ:

وتجزی الجماء وهی التی لا قرن لها خلقة، و کذا مکسورة القرن تجزی لما روی أن سیدنا علیا -رضی الله عنه- سئل عن القرن فقال: لا یضرک أمرنا رسول الله -صلی الله علیه وسلم- أن نستشرف العین والأذن وروی أن رجلا من همذان جاء إلی سیدنا علی -رضی الله عنه- فقال: یا أمیر المؤمنین البقرة عن کم؟ قال: عن سبعة ثم قال: مکسورة القرن؟ قال: لا ضیر ثم قال: عرجاء؟ فقال: إذا بلغت المنسک، ثم قال سیدنا علی -کرم

www.idaraghufran.org

الله وجهه :-أمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن نستشرف العين والأذن .

فإن بلغ الكسر المشاش لا تجزيه، والمشاش :رء وس العظام مثل الركبتين والمرفقين (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵،ص ۷۶، کتاب التضحية، فصل فی شرائط جواز اقامة الواجب فی الاضحية)

ترجمہ: اور ''جماء'' کی قربانی جائز ہے، جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اوراسی طرح ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی بھی جائز ہے، بوجہ اس کے کہ ہمارے سید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے سینگ ٹوٹنے کے بارے میں سوال کیا گیا، توانہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی ضرر نہیں، البتہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اور کان توجہ سے دیکھ لینے کا حکم فرمایا ہے، اور یہ روایت بھی مروی ہے کہ ہمذان کے ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ کر سوال کیا کہ اے امیر المومنین! گائے کتنے افراد کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ سات افراد کی طرف سے، پھر اس نے سوال کیا کہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، پھر اس نے عرض کیا کہ لنگڑے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قربان گاہ تک پہنچ جائے، تو جائز ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لینے کا حکم فرمایا ہے۔

(پھر اس کے بعد علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ) البتہ اگر سینگ ''مشاش'' سے ٹوٹ جائے، تو جائز نہیں، اور ''مشاش'' ہڈیوں کے سروں کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ گھٹنے اور کہنیاں (بدائع)

www.idaraghufran.org

علامہ کاسانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ذکر کی ہے، پہلے معلوم ہو چکا کہ حنفیہ نے اس سے علی الاطلاق حکم اخذ کیا ہے، جس میں مکمل سینگ ٹوٹے ہوئے ہونا بھی داخل مانا ہے، پھر علامہ کاسانی نے جو تفصیل سینگ کے ٹوٹنے کا اثر ''مشاش'' تک پہنچنے کے متعلق ذکر کی ہے، حنفیہ کے اصحابِ مذہب سے اس کی ہمیں تائید و تفصیل نہیں ملی۔

بلکہ بعض حضرات نے یہ قول حضرت ابراہیم نخعی کی طرف منسوب کیا ہے، اور انہوں نے ''مشاش'' سے سینگ کا داخلی حصہ (Horn Core یا Bony Core) مراد لیا ہے، جیسا کہ پہلے باحوالہ گزرا۔ [1]

''الفتاویٰ الهندية'' کا حوالہ

''الفتاویٰ الهندية'' میں پہلے تو ''الکافی'' کے حوالہ سے ''جماء'' اور ''مکسورة القرن'' کی قربانی کا علی الاطلاق جواز نقل کیا گیا ہے، پھر اس کے بعد ''بدائع الصنائع'' کے حوالہ سے سینگ کے ''مشاش'' تک ٹوٹنے کی صورت میں عدمِ جواز نقل کیا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''الفتاویٰ الهندية'' میں ''مشاش'' تک سینگ ٹوٹنے کا حکم بدائع سے ماخوذ ہے۔ [2]

---

[1] واختلف أهل العلم فی مقطوع شیء من الأذن، فذهب بعضهم إلی أنه لا يجوز، وهو قول الشافعی، وقال أصحاب الرأی: إن كان أقل من النصف يجوز، وإن قطع النصف فأكثر لا يجوز، وقال إسحاق: إن كان مقطوع الثلث يجوز، وإن كان أكثر لا يجوز .
وتجوز مكسورة القرنين عند أكثرهم، وقال النخعی: لا تجوز إلا أن يكون داخله صحيحا، يعنی المشاش(شرح السنة للامام البغوی، ج٤ص٣٣٨، كتاب الجمعة،باب ما يستحب من الاضحية وما يكره منها)
واختلفوا فی المكسورة القرن فأجازها مالك والشافعی وكذلك قال أصحاب الرأی، وقال إبراهيم النخعی إن كان قرنها الداخل صحيحا فلا بأس، يعنی المشاش(معالم السنن للخطابی، ج٢ص٢٣٢، كتاب الضحايا،باب ما يكره من الضحايا)

[2] ويجوز بالجماء التی لا قرن لها، وكذا مكسورة القرن، كذا فی الكافی.
وإن بلغ الكسر المشاش لا يجزيه، والمشاش رء وس العظام مثل الركبتين والمرفقين، كذا فی البدائع(الفتاوی الهندية،ج٥،ص٢٩٧،كتاب الأضحية،الباب الخامس)

www.idaraghufran.org

علامہ شرنبلالی کا حوالہ

علامہ شرنبلالی نے بھی ''المبسوط''اور''قاضی خان ''اور''تبیینُ الحقائق ''کے حوالہ سے پہلے تو''جماء''اور''مکسورۃ القرن ''کی قربانی کا علی الاطلاق جواز نقل کیا ہے، پھر اس کے بعد صاحبِ بدائع کی وہی عبارت نقل کی ہے، جس میں سینگ''مشاش ''تک ٹوٹنے کی صورت میں قربانی کے عدمِ جواز کا ذکر ہے۔

پس علامہ شرنبلالی کا''مشاش ''والا حکم بھی بدائع پر مبنی ہوا۔ [1]

''مشاش ''جس سے صاحبِ بدائع کی تصریح کے مطابق ہڈی کا سرا مراد ہے، اس تک سینگ ٹوٹنے کا مطلب کیا ہے؟

تو اگرچہ بعض حضرات نے اس سے سینگ کی وہ ہڈی مراد لی ہے، جس کو''ہارن کور'' (Horn Core) یا''بونی کور'' (Bony Core) کہا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم نخعی کی طرف یہ قول منسوب ہے، لیکن ہمارے نزدیک بدائع میں مذکور''مشاش''سے سر کی وہ ہڈی (Bone) مراد ہونا راجح ہے، جس کو''جمعمۃ'' (Skull) یا فرنٹل بون (Frontal Bone) کہا جاتا ہے۔ [2]

اس صورت میں ''فإن بلغ الکسر المشاش ''کا مطلب یہ ہوگا کہ سر کی ہڈی میں بھی

---

[1] (قوله :وصح الجماء) وهى التى لا قرن لها سواء كان خلقة أو مسكورا كما فى المبسوط وقاضى خان والتبيين.

وقال فى البدائع فإن بلغ الكسر المشاش لا يجزى والمشاش رء وس العظام مثل الركبتين والمرفقين اهـ(حاشية الشرنبلالى على درر الحكام، ج ا ،ص ٢٦٩ ،كتاب الأضحية)

[2] (مشش)(هـ) فى صفته عليه السلام جليل المشاش أى عظيم رء وس العظام، كالمرفقين والكتفين، والركبتين.

قال الجوهرى :هى رء وس العظام اللينة التى يمكن مضغها.

ومنه الحديث ملىء عمار إيمانا إلى مشاشه .

وفى شعر حسان :بضرب كإيزاع المخاض مشاشه

أراد بالمشاش هاهنا بول النوق الحوامل(النهاية فى غريب الحديث والأثر لابن الاثير، ج۴ص ۳۳۳، باب الميم مع الشين، مادة "مشش")

www.idaraghufran.org

''کسر'' یعنی ٹوٹنے کا اثر پہنچ جائے، یعنی سر کی ہڈی کے اس حصہ میں میں فریکچر (Fracture) ہوجائے، جس کو ''جمجمة'' (Skull) یا فرنٹل بون (Frontal Bone) کہا جاتا ہے، اور اسی ہڈی کے نیچے دماغ (Brain) ہے، اور موجودہ زمانہ میں مخصوص طریقہ پر جو سینگ کاٹے جاتے ہیں، ان میں دماغ تک اثر نہیں پہنچتا۔

البتہ حضرت ابراہیم نخعی کی طرف ''مشاش'' تک ٹوٹنے کی صورت میں عدمِ جواز منسوب ہے، اور ''مشاش'' سے ان کے نزدیک سینگ کا داخلی حصہ یعنی ہارن کور/ بونی کور (Horn Core/ Bony Core) مراد ہے، جیسا کہ گزرا۔

علامہ ابنِ بزاز کردری حنفی کا حوالہ

علامہ ابنِ بزاز کردری حنفی (المتوفیٰ: 827 ہجری) فرماتے ہیں:

والتی لا قرن لھا من الاول یجوز فان انقطع او انکسر یجوز الا اذا بلغ الدماغ (الفتاویٰ البزازیة علی ھامش الفتاویٰ الھندیة، ج۶، ص ۲۹۳، کتاب الاضحیة، الخامس فی عیوبھا، مکتبہ رشیدیة کوئٹہ)

ترجمہ: اور جس جانور کا سینگ پیدائشی طور پر نہ ہو، اس کی قربانی جائز ہے، پھر اگر سینگ منقطع ہوجائے یا ٹوٹ جائے، تو بھی قربانی جائز ہے، اِلَّا یہ کہ وہ انقطاع یا انکسار دماغ تک پہنچ جائے (الفتاویٰ البزازیة)

مذکورہ عبارت میں تصریح ہے کہ اگر انقطاع یا انکسار دماغ تک پہنچ جائے، تو پھر قربانی جائز نہیں، اور دماغ کھوپڑی کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے، جس میں مغز یا بھیجا (Brain) واقع ہے۔

اسی کی تعبیر بعض دیگر حضرات نے ''المخ'' سے کی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

---

[1] الدماغ، ککتاب: مخ الرأس، أو حشوه، أو ھو أم الھام، أو أم الرأس، أو أم الدماغ: جلیدة رقیقة وفی بعض النسخ: دقیقة بالدال، کخریطة ھو فیھا، أی: مشتملة علیه، ج: أدمغة ودمغ، بضمتین، ککتاب وکتب.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورانکسار چونکہ سینگ کی ہڈی میں واقع ہوا ہے؟ لہٰذا اس کا اثر دماغ تک پہنچنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ''جــمــجــمــة'' (Skull) یادماغ کی ہڈی یعنی ''فرنٹل بون'' (Frontal Bone) ٹوٹ جائے، جس کا اثر دماغ پر پڑ جائے۔

علامہ احمد بن محمد حلبی کا حوالہ

علامہ احمد بن محمد حلبی (المتوفی: 882ھجری) فرماتے ہیں:

والتي لا قرن لها من الأصل تجوز فإن انقطع أو انكسر بعض قرنها تـجـوز إلا إذا بلغ المخ (لسان الحكام فی معرفة الأحكام، ص۳۸۷، كتاب الصيد، الفصل الثانی)

ترجمہ: اور جس جانور کا سرے سے سینگ نہ ہو، اس کی قربانی جائز ہے، پھر اگر سینگ کا کچھ حصہ الگ ہوجائے یا ٹوٹ جائے، تو قربانی جائز ہے، لیکن جب دماغ ''Brain'' تک ٹوٹ جائے (تو قربانی جائز نہیں) (لسانُ الحکام)

مذکورہ عبارت میں '' **بعض قرنها تجوز** '' کے بعد '' **إلا إذا بلغ المخ** '' کے استثناء سے بعض حضرات نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اگر سینگ، جانور کی کھال یا جلد تک ٹوٹ جائے، لیکن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ودمغه، كمنعه، ونصره كلاهما عن ابن دريد: شجه حتى بلغت الشجة الدماغ (تاج العروس من جواهر القاموس، ج۲۲، ص۴۶۶، مادة ''دمغ'')

دِمَاغ (ج:دمغ،م:جسم الإنسان) : جُزْءٌ منَ الرَّأْسِ به المُخُّ والمُخَيْخ......

ترجمة إنجليزية:

Brain: the mass of soft grey matter in the head, centre of the nervous system; skull and brain thought of together; mind; intellect the principal part of the brain in vertebrates,located in the front area of the skull,which integrates complex functions a part of the brain.

(قاموس عربی انجلیزی فرنسي، ج۱ ص۲۸۱۷، مادة ''دما'')

''جمجمة''(Skull) یا فرنٹل بون(Frontal Bone) یا دماغ(Brain) تک سینگ ٹوٹنے کا اثر نہ پہنچا ہو، تو بھی قربانی جائز نہیں۔

مگر ہمیں ''مخّ'' سے دماغ کا مراد ہونا راجح معلوم ہوا، کیونکہ پیچھے ''الفتاویٰ البزازیة'' کی عبارت میں ''المخّ'' کے بجائے ''الدماغ'' کی تصریح گزر چکی ہے، اور اہلِ لغت نے بھی ''المخّ'' کے ایک معنیٰ دماغ کے بیان کیے ہیں، جس طرح دماغ کے معنیٰ ''مخّ'' کے بیان کیے ہیں۔ [1]

رہا یہ شبہ کہ ''إلا إذا بلغ المخ '' کا استثناء '' بعض قرنها تجوز '' سے کیوں کیا گیا ہے؟ تو اس کا یہ جواب یہ ممکن ہے کہ جب جانور کے سینگ جلد سے باہر برآمد ہوجاتے ہیں، تو ان سینگوں کی ہڈی سر کی ہڈی کے ساتھ جڑ جاتی ہے، پس قرن کی ہڈی کا کسر جب تک ''مخّ'' تک نہ پہنچے، اس وقت تک اس پر '' بعض قرنها '' کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ''بزازیہ'' میں ''بعض قرن'' کے بجائے مطلق کسر وانقطاع کے دماغ تک پہنچنے کا حکم مذکور ہے، اور اسی طرح بدائع میں بھی ''بعض قرن'' کے بجائے ''بلغ الکسر المشاش'' کے الفاظ ہیں۔

لہٰذا ''بعض قرن'' سے یہ سمجھنا راجح معلوم نہیں ہوتا کہ اگر اکثر قرن تک انکسار پہنچ جائے، تو قربانی جائز نہیں۔

محمد بن حسام الدین قہستانی کا حوالہ

محمد بن حسام الدین قہستانی (المتوفی: 950ہجری) فرماتے ہیں:

(والجماء) التی لا قرن لها خلقة وکذا العظماء التی ذهب بعض

---

[1] (المخ) معظم المادة العصبية فی الرأس أو هو الدماغ كله إلا المخيخ والقنطرة والبصلة (المعجم الوسيط، ج۲ص۸۵۷، باب الميم)

(المخ) الذی فی العظم و (المخة) أخص منه . وربما سموا الدماغ مخا . وخالص كل شیء مخه(مختار الصحاح، ص ۲۹۱، باب الميم، مادة "م خ خ")

www.idaraghufran.org

قرنها بالكسر أو غيره، فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز (جامع الرموز فی شرح النقاية مختصر الوقاية، ج۲، ص ۲۰۱، كتاب الاضحية)

ترجمہ: اور ''جماء'' کی قربانی بھی جائز ہے، جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اور اسی طریقہ سے ''عظماء'' کی قربانی بھی جائز ہے، جس کے سینگ کا کچھ حصہ ٹوٹنے وغیرہ کی وجہ سے چلا گیا ہو، لیکن اگر وہ کسر ''مخ'' (یعنی دماغ) تک پہنچ گیا ہو، تو پھر قربانی جائز نہیں (جامع الرموز)

قہستانی کی مذکورہ عبارت میں ''العظماء'' کا لفظ بظاہر کتابت کی غلطی معلوم ہوتا ہے، اور صحیح لفظ ''القصماء'' ہونا چاہئے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

علامہ قہستانی دسویں صدی ہجری کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ [1]

جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے علامہ احمد بن محمد حلبی (المتوفیٰ: 882 ہجری) وغیرہ سے یہ حکم اخذ کیا ہے، جیسا کہ پہلے علامہ حلبی کے حوالہ سے اسی طرح کی عبارت گزری۔

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ نے ''ردُّ المحتار'' میں پہلے تو قہستانی کے حوالہ سے مذکورہ عبارت نقل کی ہے، پھر اس کے بعد صاحبِ بدائع کی ''مشاش'' تک ٹوٹنے کی وہی عبارت نقل کی ہے، جو پہلے علامہ قہستانی کی ''شرحُ النقاية'' کے حوالہ سے ذکر کی گئی۔ [2]

جس سے معلوم ہوا کہ علامہ شامی اس مسئلہ کے صرف ناقل ہیں۔

---

[1] القهستانی (- نحو 953هـ) هو محمد بن حسام الدين، الخراسانی، شمس الدين، القهستانی. وقهستان قصبة من قصبات خراسان. فقيه حنفی كان مفتيا ببخاری، قال ابن العماد فی شذرات الذهب: كان إماما عالما زاهدا فقيها متبحرا، يقال: إنه ما نسی قط ما طرق سمعه.
من تصانيفه " :جامع الرموز "فی شرح النقاية مختصر الوقاية، و "جامع المبانی فی شرح فقه الكيدانی "، و "شرح مقدمة الصلاة "كلها فی فروع الفقه الحنفی(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۹، ص۲۹۷، مادة " ق")

[2] (قوله ويضحی بالجماء) هی التی لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالكسر أو غيره، فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز قهستانی، وفی البدائع إن بلغ الكسر المشاش لا يجزء والمشاش رءوس العظام مثل الركبتين والمرفقين اهـ (رد المحتار على الدر المختار، ج٦، ص٣٢٣، كتاب الأضحية)

www.idaraghufran.org

لیکن خود علامہ شامی نے ''ردُّالمحتار'' میں علامہ قہستانی کی ''شرحُ النقایة'' کو کتبِ غریبہ وغیر معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ [1]

اسی لیے علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے ''امدادُ الاحکام'' میں فرمایا کہ:

ظاہر ہے کہ قہستانی کا قول تنہا حجت نہیں ہوسکتا۔ لکونہ من المجاهيل (امدادُ الاحکام، ج۴ص ۲۰۸، کتاب الصید والذبائح، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع اول: شعبان ۱۴۲۱ھ)

جیسا کہ ''امدادُ الاحکام'' کے حوالہ سے تفصیلاً آگے آتا ہے۔

علامہ زبیدی کا حوالہ

علامہ زبیدی (المتوفی: 800ہجری) ''الجوهرة النيرة'' فرماتے ہیں:

(ويجوز أن يضحى بالجماء) وهى التى لا قرن لها خلقة وتسمى الجلحاء أيضا وكذلك القضماء وهى التى انكسر غلاف قرنها

(الجوهرة النيرة، ج۲، ص ۱۸۹، كتاب الأضحية)

ترجمہ: اور ''جماء'' کی قربانی جائز ہے، جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں، اس کو ''جلحاء'' بھی کہا جاتا ہے، اور اسی طریقہ سے ''قضماء'' کی قربانی بھی جائز ہے، جس سے مراد وہ جانور ہے، جس کے سینگ کا غلاف ٹوٹ جائے (جوہرہ)

ہمارے پاس موجود ''الجوهرةُ النيرة'' کے نسخہ میں ''القضماء'' کا لفظ ہے، جو بظاہر کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، صحیح لفظ ''القصماء'' ہونا چاہئے، جس کے معنیٰ بعض اہلِ

---

[1] [تتمة]قدمنا عن فتح القدير كيفية الإفتاء مما فى الكتب، فلا يجوز الإفتاء مما فى الكتب الغريبة .وفى شرح الأشباه لشيخنا المحقق هبة الله البعلى، قال شيخنا العلامة صالح الجنينى: إنه لا يجوز الإفتاء من الكتب المختصرة كالنهر وشرح الكنز للعينى والدر المختار شرح تنوير الأبصار، أو لعدم الاطلاع على حال مؤلفيها كشرح الكنز لمنلا مسكين وشرح النقاية للقهستانى، أو لنقل الأقوال الضعيفة فيها كالقنية للزاهدى، فلا يجوز الإفتاء من هذه إلا إذا علم المنقول عنه وأخذه منه، هكذا سمعته منه وهو علامة فى الفقه مشهور والعهدة عليه .اهـ(رد المحتار على الدر المختار، ج ۱، ص ۷۰، مقدمة)

www.idaraghufran.org

لغت نے ”المکسورة القرن الخارج“ اور بعض اہلِ لغت نے ” المعز: التی انکسر قرناها من طرفیهما إلى المشاشة“ بیان کیے ہیں۔ ؎1

”الجوهرة“ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ سینگ کا ظاہری غلاف یا ”قرنِ خارج“ ٹوٹنے کی صورت میں قربانی جائز ہے، جس کے مفہومِ مخالف سے بعض اوقات یہ سمجھا جاتا ہے کہ ”قرنِ داخل“ تک ٹوٹنے کی صورت میں قربانی جائز نہیں، اور ”قرنِ داخل“ سے مراد سینگ کا وہ داخلی حصہ مراد لیا جاتا ہے، جس کے کاٹنے سے خون بہتا ہے، اور اس کو سائنسی زبان میں ہارن کور یا بونی کور (Bony Core/Horn Core) کہا جاتا ہے۔

لیکن علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے امداد الاحکام میں اس کا تفصیلی رَد فرمایا ہے، جس میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ:

> عبارتِ جوہرہ میں قصماء کی اضحیہ کا جواز مذکور ہے، اس سے مکسورۃُ القرن ظاهراً و باطناً کا عدمِ جواز ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ عبارت اس سے ساکت ہے، اور علامہ علی قاری کی عبارت اور فقہاء کا اطلاق اور اشتراکِ علت اور علامہ نووی کا کلام جواز کو مقتضی ہے، اور ظاہر ہے کہ تصریحاتِ فقہاء کو سکوت پر ترجیح ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ الاحقر ظفر احمد عفا اللہ عنہ

(امدادُ الاحکام، ج۴ص ۲۱۳، کتاب الصید والذبائح، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم، کراچی، طبع اول: شعبان ۱۴۲۱ھ)

ہمارے نزدیک بھی یہی توجیہ راجح ہے، کیونکہ مشائخِ حنفیہ کی متعدد عبارات میں ”مشاش“،

؎1 (والقصماء) من (المعز :المکسورة القرن الخارج) ، والعضباء :المکسورة القرن الداخل، وهو المشاش، نقله الجوهرى عن ابن درید (ج :قصم) ، بالضم .وفى المحکم :القصماء من المعز :التى انکسر قرناها من طرفیهما إلى المشاشة(تاج العروس من جواهر القاموس،لمرتضى، الزَّبیدى، ج۳۳،ص ۲۸۱ ،ماده،ق ص م)

www.idaraghufran.org

دماغ یا ''مخ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جن سے ''الجوهرة النيرة '' کی عبارت کے مفہومِ مخالف کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ تردید ہوتی ہے، اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سینگ کا ظاہری غلاف (یعنی Dead Horn) ایسی ہڈی پر مشتمل ہوتا ہے کہ جس میں خون کی روانی نہیں ہوتی، بوجہ اس حصہ کے جلد سے جدا ہونے کے، ناخن کے اگلے سروں کی طرح، برخلاف سینگ کے باطنی یا داخلی حصہ یعنی ہارن کور/ بونی کور (Horn Core / Bony Core) کے، جس میں خون کی روانی ہوتی ہے، بوجہ اس حصہ کے جلد یا کھال کے ساتھ وابستہ ہونے کے، ناخن کی اس پلیٹ کی طرح جو کھال یا جلد کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہے، اور سینگ کے اسی حصہ کے انکسار سے خون برآمد ہوتا ہے، جبکہ فقہاء ومحدثین اس بات کی تصریح کر چکے ہیں کہ اگر سینگ کے ٹوٹنے سے خون جاری ہو، تو حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک قربانی جائز ہے، اور مالکیہ کے نزدیک قربانی مکروہ یا ممنوع ہے، مگر اس کی وجہ ''انکسارِ محض'' نہیں، بلکہ ''مرض وبیماری'' ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ وشافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک سینگ کا باطنی یا داخلی حصہ یعنی ہارن کور یا بونی کور (Horn Core یا Bony Core) ٹوٹنا بذاتِ خود قربانی کے لیے مانع نہیں، جبکہ حنابلہ ''اقل من النصف یا اکثر من النصف '' کی تفصیل کے قائل ہیں، سینگ کے بیرونی خول اور اندرونی حصہ یا خون بہنے نہ بہنے کی تفصیل کے وہ بھی قائل نہیں۔

''بدائعُ الصنائع، ردُّ المحتار '' اور ''الجوهرةُ النيرة '' وغیرہ کی مذکورہ عبارات کے پیشِ نظر بعض اردو فتاویٰ میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ سینگ جڑ سے اکھڑ جانے کی صورت میں قربانی جائز نہیں، بلکہ بعض فتاویٰ میں یہاں تک بھی مذکور ہے کہ اگر سینگ کا خول (Dead Horn) مکمل ٹوٹ گیا ہو، اگرچہ اندر والا حصہ ہارن کور/ بونی کور (Horn Core / Bony Core) باقی ہو، تب بھی قربانی جائز نہیں۔

مگر ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ یہ قول فقہائے متبوعین کے بجائے، یا تو حضرت ابراہیم نخعی کی

طرف منسوب ہے، یا یہ قول شیعہ سلسلہ کے ''زیدیہ'' فرقہ کا ہے۔

امداد الفتاویٰ کا حوالہ

امداد الفتاویٰ میں ہے کہ:

سوال: قاضی خان جلد چہارم صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے کہ ''یجوز الجماء فی الاضحیۃ وھی التی لا قرن لھا وکذلک مکسورۃ القرن ''اس عبارت کا مطلب میں نے یہ سمجھا ہے کہ جس جانور کا سینگ بالکل یعنی مغز سمیت ٹوٹ گیا ہو، قربانی اس کی بلا کراہت درست ہے، یہ سمجھ میری درست ہے یا نہیں، بتلا دیجئے؟

الجواب: آپ کا یہ سمجھنا بوجہ اس کے کہ اس کے خلاف کتب میں مصرح ہے، صحیح نہیں: فی ردالمحتار: ''فان بلغ الکسر الی المخ، لم یجز، قھستانی، ج ۵ ص ۳۱۵'' ۹ ذیعقعدہ، ۱۳۳۰ ہجری (امداد الفتاویٰ، ج ۳ ص ۵۴۲، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقۃ، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع ششم: ۱۴۱۱ھ)

امداد الفتاویٰ میں ہی مذکورہ سوال وجواب کے بعد ہے کہ:

سوال: ایک گاؤ واسطے قربانی کے ہے کہ جس کے سینگ دونوں جڑ سے ٹوٹ گئے ہیں، اور اندر کے گودے یعنی ہڈی نہیں ٹوٹی ہے، تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: فی ردالمحتار: ویضحی بالجماء ھی التی لا قرن لھا خلقۃ وکذا العظماء التی ذھب بعض قرنھا بالکسر أو غیرہ، فإن بلغ الکسر إلی المخ لم یجز قھستانی، وفی البدائع إن بلغ الکسر المشاش لا یجزء والمشاش رء وس العظام مثل الرکبتین

www.idaraghufran.org

والمرفقین .

جب گائے کے سینگ ٹوٹ گئے، تو اندر کی جو ہڈی جوڑ کی ہے، جس کے اندر مغز ہے، وہاں تک شکستگی پہنچ گئی، پس برروایتِ مذکورہ اس کی قربانی جائز نہیں، گو اندر کی ہڈی نہ ٹوٹی ہو، واللہ اعلم، ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۴ ہجری (امداد الفتاویٰ، ج۳ ص۵۴۳، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقۃ، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع ششم: ۱۴۱۱ھ)

احسن الفتاویٰ کا حوالہ

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

اگر ایک سینگ بھی جڑ سے اکھڑ جائے، تو جائز نہیں (احسن الفتاویٰ، ج۷ ص۵۰۱، کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، طبع دوم: ۱۴۱۶ھ)

اس قسم کے فتاویٰ سے بعض اوقات یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس جانور کے سینگ کا اوپر کا خول یعنی ڈیڈ ہارن (Dead Horn) مکمل ٹوٹ یا اتر جائے، خواہ سینگ کے اندر والا حصہ یعنی ہارن کور/ بونی کور (Bony Core / Horn Core) باقی ہو، اور دماغ کی ہڈی (Frontal Bone) شکستہ نہ ہوئی ہو، تب بھی اس کی قربانی جائز نہیں۔

لیکن جیسا کہ پہلے گزرا کہ امام ابوحنیفہ اور اصحابِ مذہب سے یہ تفصیل منقول نہیں، بلکہ حنفیہ کے علاوہ جمہور فقہائے کرام اور ائمہ متبوعین، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ میں سے بھی کوئی اس تفصیل کا قائل نہیں، البتہ ابراہیم نخعی یا ''زیدیہ'' کی طرف اس طرح کا قول منسوب ہے، اس لیے مذکورہ فتاویٰ سے یہ حکم اخذ کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

''اعلاءُ السنن'' کا حوالہ

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے ''اعلاءُ السنن'' میں فرمایا کہ:

فتحصل من ذلک جواز التضحیة بما قطع اقل من نصف اذنها ،

ومكسورة القرن غير مستأصلتها وعدم جواز ماقطع النصف من اذنها او اكثر من ذلك ،وما استوصل قرنها من اصله، هذا هو وجه المسألة.

وما قال فقهاؤنا فى مكسور القرن: ان القرن ليس بمقصود لجواز التضحية بالابل مع انها لاقرن بها غير تام، لان هذا الدليل جاء فى مستأصلة القرن مع انهم لايقولون لجواز التضحية بها، فالصحيح ان المتمسك به فى المسألة هو النصوص لاالقياس ، والقياس انما يصح فى الجماء فقط، فتدبر (اعلاء السنن،ج۱۷ ، ص ۲۳۷، ۲۳۸، كتاب الاضاحى، باب مالايجوز التضحية بها ويكره، مطبوعة: ادارة القرآن، كراتشى)

ترجمہ: پس اس کا حاصل یہ نکلا کہ اس جانور کی قربانی جائز ہے، جس کا آدھے سے کم کان کٹا ہوا ہو، اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی بھی جائز ہے، جبکہ سینگ جڑ سے نہ ٹوٹا ہو، اور جس جانور کا آدھا یا اس سے زیادہ کان کٹ گیا ہو، اور اسی طرح جس جانور کا جڑ سے سینگ الگ ہوگیا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں، مسئلہ کی توجیہ یہی ہے۔

اور ہمارے فقہائے کرام نے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے بارے میں جو یہ فرمایا کہ سینگ مقصود نہیں ہیں، اسی وجہ سے اونٹ کی قربانی جائز ہے، باوجودیکہ اونٹ کے سینگ نہیں ہوتے، تو یہ استدلال تام نہیں ہے، کیونکہ یہ (یعنی قربانی کے ناجائز ہونے کی) دلیل (یا حدیث) جڑ سے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کے بارے میں وارِد ہوئی ہے، باوجودیکہ ہمارے فقہاء اس طرح کے جانور کی قربانی کو جائز قرار نہیں دیتے (جس سے معلوم ہوا کہ سینگ کو مقصود قرار نہ دینے کی تعلیل درست نہیں ہے) پس صحیح بات یہی ہے کہ اس مسئلہ میں اصل دلیل

www.idaraghufran.org

نصوص ہیں نہ کہ قیاس، اور قیاس صرف پیدائشی سینگ نہ ہونے والے جانور میں ہی صحیح ہے، اس پر غور کر لینا چاہیے (اعلاء السنن)

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں جو استدلال وتوجیہ ذکر فرمائی ہے، اس کے بارے میں غور طلب بات یہ ہے کہ ''مستأصلة'' اور سینگ کی جڑ سے کیا مراد ہے؟ کیونکہ نومولود جانور کے سینگ کی مخصوص ہڈی (Bud) یا ہارن ٹشو (Horn Tissue) کو جڑ سے نکال دیا جاتا ہے، اس طریقہ کو موجودہ سائنسی زبان میں ''Disbudding'' کہا جاتا ہے، لیکن اس وقت سینگ کی یہ ہڈی سر کی کھوپڑی یعنی جمجمہ (Skull) کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں ہوتی، اور اس طریقہ کو اختیار کرنے سے دماغ (Brain) تک بھی اس کا اثر نہیں پہنچتا، جس کی وجہ سے قربانی کو ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں، حالانکہ ''مستأصلة'' کا اطلاق اس صورت میں پایا جا رہا ہے۔

پھر جب جانور کچھ بڑا ہو جاتا ہے، تو اس کے سینگ کی ہڈی، سر کی کھوپڑی یعنی ''جمجمة'' (Skull) کے ساتھ جڑ جاتی ہے، ظاہر ہے کہ اس صورت میں سینگ جڑ سے اکھڑنے کا حقیقی اطلاق تو مشکل ہے، البتہ سینگ (Horn) کے مقابلہ میں سر کی کھوپڑی یعنی ''جمجمة'' (Skull) یا فرنٹل بون (Frontal Bone) کا اطلاق جس جگہ سے شروع ہوتا ہے، اس حصہ سے سینگ کے ٹوٹنے کو مجازاً سینگ کے جڑ سے اکھڑنے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ جب تک ''جمجمة'' (Skull) یا فرنٹل بون (Frontal Bone) کے مصداق والی ہڈی نہ ٹوٹی ہو، بلکہ اس سے اوپر اوپر ٹوٹی ہو یا کاٹی گئی ہو، اس صورت میں بھی قربانی کا جواز ثابت ہوتا ہے، حالانکہ ''مستأصلة'' کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے۔

اور موجودہ طریقہ میں جانور کے سینگ اسی طریقہ سے کاٹے جاتے ہیں، کہ اس میں فرنٹل بون (Frontal Bone) کا کوئی قابلِ ذکر حصہ نہیں کاٹا جاتا، اور اگر کچھ حصہ کاٹا بھی

www.idaraghufran.org

جاتا ہے، تو اس سے دماغ پر کوئی معقول منفی اثر نہیں پڑتا۔

اس کے بعد عرض ہے کہ متعدد محدثین وفقہائے کرام بالخصوص حنفیہ کی عبارات میں اس بات کی تصریح پائی جاتی ہے کہ حنفیہ سمیت جمہور فقہائے کرام نے سینگ کے مقصود نہ ہونے کی تعلیل کو مؤثر قرار دیا ہے، اور ''جماء'' اور ''مکسورۃ القرن'' میں فرق کیے بغیر مطلقاً یکساں حکم دیا ہے، اور اسی وجہ سے ''جماء'' اور ''ابل'' کو اس کی نظیر میں پیش کر کے ''مکسورۃ القرن'' کی قربانی کو ''جماء'' کے مقابلہ میں بدرجۂ اولیٰ جائز قرار دیا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ''جماء'' وہ جانور ہوتا ہے، جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہیں ہوتے، یعنی سینگ اصل سے موجود نہیں ہوتے ''کالابل''

جہاں تک ''اعلاءُ السنن'' میں مذکور ''مستأصلة'' وغیرہ الفاظ سے استدلال کا تعلق ہے، تو جمہور فقہائے کرام نے اس کو علی الاطلاق مؤثر نہیں مانا، بلکہ بعض نے تو اس روایت کے ضعف کے پیشِ نظر اس کو مرجوح سمجھا، اور بعض نے مؤول قرار دیا، اور انہوں نے اس کے مقابلہ میں دوسری نصوص کو ترجیح دی، یا پھر تطبیق کا راستہ اختیار کرتے ہوئے ''قرناء'' کو ''عضباء'' کے مقابلہ میں افضل قرار دیا، اور نہی کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا۔

اور ائمۂ متبوعین میں سے کسی امام کے کلام میں ہمیں جڑ سے سینگ ٹوٹنے کا عدمِ جواز اور اس سے کم کی صورت میں جواز دستیاب نہیں ہوا، یہاں تک کہ متقدمین حنفیہ کے کلام میں بھی یہ تفصیل نہیں ملی، بلکہ اس کے برعکس جمہور فقہائے کرام نے تو اس تقسیم کے بغیر سینگوں کو قربانی کے جواز میں مؤثر ہی نہیں مانا، اِلَّا یہ کہ سینگ ٹوٹنے کی وجہ سے خون بہہ رہا ہو، یعنی زخم ٹھیک نہ ہوا ہو، اس وقت تک مالکیہ کے نزدیک کراہت یا ممانعت ہے، مگر اس کی علت بھی مالکیہ کے نزدیک سینگ جڑ سے اکھڑنا یا ''مشاش، مُخ'' وغیرہ تک ''کسر'' کا اثر پہنچنا نہیں ہے، بلکہ ان کے نزدیک اس کی علت مرض و بیماری ہے، یہی وجہ ہے کہ زخم درست ہونے کے بعد ان کے نزدیک بھی بلاکراہت قربانی جائز ہے، جبکہ اس صورت میں ظاہر ہے کہ سینگ موجود

www.idaraghufran.org

نہیں ہوتے۔

خود علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے امداد الاحکام میں ایک مقام پر یہی توجیہ وتفصیل ذکر فرمائی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

البتہ حنابلہ نے ''عضباءُ القرن'' کی علت کو مؤثر مانا ہے، لیکن ان کے نزدیک اس علت کا تعلق سینگ جڑ سے اکھڑنے وغیرہ سے نہیں ہے، بلکہ اس سے ہے کہ ان کے نزدیک ''عضباءُ القرن'' کا اطلاق نصف یا اس سے زائد سینگ ٹوٹنے پر آتا ہے، پس اگر کسی جانور کا سینگ نصف یا اس سے کچھ زائد ٹوٹ گیا ہو، مگر مکمل نہ ٹوٹا ہو، تو اس کی قربانی حنابلہ کے نزدیک جائز نہیں۔

پس سینگ جڑ سے ٹوٹنے پر عدمِ جواز کا حکم لگانے اور اس سے کم کی صورت میں جواز کا حکم لگانے والے حضرات کا قول ائمۂ متبوعین سے مختلف ہے، اور ان پر حجت نہیں۔

امدادُ الاحکام کا حوالہ

امدادُ الاحکام میں ایک سوال اور جواب درجِ ذیل طریقہ پر مذکور ہے کہ:

السؤال

معروض آنکہ جناب ملکِ بنگالہ میں مکسور القرن کے مسئلہ میں عالموں میں دو فریق میں تنازع ہو رہا ہے، ایک فریق اوپر کے خول اور اندر کے استخوان کو قرن، اور دوسرا فریق فقط اوپر کے خول کو قرن اور اندر کے استخوان کو ''مشاش'' و''مخ'' و''دماغ'' سے تعبیر کر رہے ہیں، اور فریقِ اول قرن کی جڑ یعنی اصلِ قرن کو ''مشاش'' ''مخ'' ودماغ کو مغزِ سر کہتے ہیں، اور دلیل ہر دو کی شامی وعالمگیری اور بزازی ہے، تینوں کتابوں کی دلیل سمجھنے میں تنازع ہوا ہے، اب امید ہر دو فریق کی یہ ہے کہ آپ بطورِ فیصلہ کے ایک جواب دیجئے گا، اور آپ نے

www.idaraghufran.org

جو بہشتی زیور میں قربانی کے جانور مکسور القرن کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں، تو درست نہیں، اس کے کیا معنیٰ ہیں کہ اوپر کے غلاف کا جڑ سے ٹوٹنا مطلب ہے یا کہ غلاف اور مغلوف ہر دو (یعنی خول اور اندر کا استخوان معاً) کا ٹوٹنا مراد ہے، فریقِ اول اپنے مدعا کا استدلال اسی دلیل سے کرتے ہیں۔

السائل: محمد دلاور حسین عفی عنہ، پوسٹ دولت خان، حاجی پور و مدرسہ اسلامیہ، بنگال

الجواب

قال الشامی: ویضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة و کذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر أو غیره، فإن بلغ الکسر إلی المخ لم یجز قهستانی.

وفی البدائع إن بلغ الکسر المشاش لا یجزء والمشاش رء وس العظام مثل الرکبتین والمرفقین اهـ. ج۵ص ۳۱۵.

''قرن'' کا اطلاق لغۃً اس ہڈی پر ہوتا ہے، جو حیوانات کے سر پر بلند ہوتی ہے، صرف اس کے خول کو قرن نہیں کہتے، اور شامی تصریح کرتے ہیں کہ مکسور بعض القرن کی قربانی جائز ہے، جس سے متبادر یہی ہے کہ اگر قرن مع غلاف وعظمِ باطن کے نصف سے کم ٹوٹ جائے، تو قربانی جائز ہے، اور ''مخ'' سے مراد دماغ ہے، جو سینگ کی جڑ سے متعلق (متصل) ہے، اس سے مراد باطن غلافِ قرن نہیں، ورنہ عبارت اس طرح ہوتی ''فان بلغ الکسر مخه ای مخ القرن'' لغت میں ''مخ'' کے معنیٰ نقی العظم کے بھی ہیں، اور دماغ کے بھی ہے، لیکن جب لفظ ''المخ'' کا اطلاق بلا اضافت الی العظم کے ہو، تو ظاہر یہی ہے کہ دماغ مراد ہے۔

www.idaraghufran.org

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بدائع میں بجائے ''مخ'' کے لفظ ''مشاش'' اختیار کیا ہے، اور ''مشاش'' کا اطلاق باطنِ غلافِ قرن پر ہرگز نہیں ہوسکتا، پس بہشتی زیور کی عبارت میں جڑ سے مراد صرف غلاف کی جڑ نہیں، بلکہ اندر کی ہڈی اور غلاف دونوں کی جڑ مراد ہے، غلاف تو اگر سارا بھی اتر جائے، مگر اندر کی ہڈی باقی رہے، تو اضحیہ درست ہے۔ فافہم (امداد الاحکام، ج ۴ص ۲۰۲ تا ۲۰۴، کتاب الصید والذبائح، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع اول: شعبان ۱۴۲۱ھ)

اس عبارت میں علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے اگرچہ ''قرن'' کا اطلاق تو غلاف یعنی ڈیڈ ہارن (Dead Horn) اور عظمِ باطن یعنی ہارن کور/ بونی کور (Horn Core/Bony Core) کے مجموعہ پر فرمایا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ:

''اگر قرن مع غلاف و عظمِ باطن کے نصف سے کم ٹوٹ جائے، تو قربانی جائز ہے''

جس سے بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر قرن مع غلاف و عظمِ باطن کے نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹ جائے، تو قربانی جائز نہیں۔

مگر سینگ کے متعلق یہ تفصیل حنفیہ سمیت جمہور کے قول پر منطبق نہیں ہوتی، بلکہ یہ تفصیل حنابلہ کے مشہور مذہب پر منطبق ہوتی ہے، یا پھر حنفیہ کے مذہب پر کان یا دُم وغیرہ کے مسئلہ پر منطبق ہوتی ہے، کیونکہ قرن کا اطلاق ظاہرِ غلاف اور عظمِ باطن کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خود علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے بھی دوسرے فتویٰ میں اس سے اختلاف فرمایا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

امداد الاحکام کا ایک اور حوالہ

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

الجواب

بطور مقدمہ کے چند باتیں اول معروض ہیں:

نمبر1.......: کتبِ حنفیہ میں اکثر فقہاء نے مکسور القرن کو مطلقاً جائز لکھا ہے، ہدایہ وغیرہ میں قرن کے لیے نصف یا اقل من النصف کی کوئی قید مذکور نہیں ہے۔

نمبر2.......: علامہ شامی نے قہستانی سے ایک عبارت نقل کی ہے، جس میں بعض قرن کی قید مذکور ہے، جس سے شبہ ہوتا ہے کہ جمیع قرن کا انکسار مضر ہے۔

قال: وکذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر او غیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز ، قهستانی.

اور ظاہر ہے کہ قہستانی کا قول تنہا حجت نہیں ہوسکتا۔ لکونه من المجاهیل۔

نمبر3.......: بدائع وعالمگیریہ وغیرہ میں "بلوغ الکسر الی المخ او الی المشاش" کو مطلقاً مانعِ جوازِ اضحیہ قرار دیا ہے، "بلوغ الکسر الی المخ او الی المشاش" کے بعد کسی نے نصف یا مادون النصف کی قید نہیں بڑھائی۔

نمبر4.......: فقہائے حنفیہ نے مکسور القرن کو "جماء" پر قیاس کیا ہے، اور علتِ جواز مکسور القرن یہ بتلائی ہے "لکونه لایتعلق به المقصود" یہ علت جس طرح غلافِ قرن میں متحقق ہے، داخل غلافِ قرن میں بھی متحقق ہے، بلکہ بدرجۂ اولیٰ، کیونکہ غلاف اتر جانے کے بعد داخلِ غلافِ قرن جو کہ ایک نازک ہڈی ہے، دفعِ اذیٰ کے لیے کسی درجہ میں مفید نہیں، اور غلافِ قرن دفعِ اذیٰ کو مفید ہے۔

پس اگر غلافِ قرن کو "لایتعلق به المقصود" کا مصداق مانا جاتا ہے، تو داخلِ غلافِ قرن کو بدرجۂ اولیٰ اس کا مصداق ماننا پڑے گا۔

نمبر5......:لفظِ ’’مخ‘‘ کے معنیٰ لغت میں دماغ کے بھی ہیں، اور ہمارے نزدیک یہی معنیٰ فقہاء کے کلام میں مراد ہیں، اور ’’مشاش ‘‘ کے معنیٰ متعدد ہیں، اور لفظِ مشترک کی تفسیر وہی معتبر ہوگی، جو فقہاء نے بیان کی ہے، فقہاء نے ’’مشاش ‘‘ کی تفسیر ’’رؤوس العظام مثل الرکبتین والمرفقین ‘‘ سے کی ہے، اس کا مصداق داخلِ غلافِ قرن ہرگز نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس کو رأس العظم نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس کا مصداق قرن کی جڑ ہے، رأس الشیئ کا اطلاق اصل الشیئ پر بکثرت شائع ہے۔

نمبر6......:داخلِ قرن کو ہمارے نزدیک نقی العظم کہنا بھی صحیح نہیں، کیونکہ نقی العظم سے وہ گودا مراد ہوتا ہے، جو بحالتِ لاغری خشک ہوجاتا ہے، حدیث میں ہے ’’ولا العجفاء التی لا تنقی ‘‘ اور داخلِ قرن ایسا گودا نہیں، جو بحالتِ لاغری خشک ہوجاتا ہو، بلکہ وہ بھی خود عظم ہے، مگر بنسبتِ غلافِ قرن کے نازک ہے۔

’’الدلیل علی المقدمات‘‘

اما علی الاول: فبالاستقراء التام لکتب القوم. قال فی الهداية: "ويجوز أن يضحى بالجماء "وهي التي لا قرن لها لأن القرن لا يتعلق به مقصود، وكذا مكسورة القرن لما قلنا (من ان القرن لايتعلق به المقصود۔ المحشی)

وفی العناية: الا تری ان الاضحية بالابل جائزة ولا قرن له: ج۸ص۴۳۴، هداية مع الفتح.

وفی البحر: (ويضحی بالجماء) التی لا قرن لها يعنی خلقة لأن القرن لا يتعلق به المقصود وكذا مكسورة القرن بل أولى، انتهى. ج۸ص۱۷۶ .

وفی العالمگيرية: ويجوز بالجماء التی لا قرن لها و كذا مكسورة القرن كذا فی الكافی. و ان بلغ الكسر المشاش لا يجزيه والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين. كذا فی البدائع. اهـ. ج۲ ص ۲۰۰ .

www.idaraghufran.org

و فی مجمع الانهر: و تجوز الجماء بتشديد الميم و هی التی لا قرن لها بالخلقة اذا لا يتعلق به المقصود و كذا مكسورة القرن بل اولیٰ. ج ۲ ص ۵۰۰.

قلت: و فی هذه العبارات دليل على المقدمة الرابعة ايضاً.

فقياسهم المكسور القرن على الجماء يفيد ان القرن لا يضر انكساره مطلقاً، ولو لم يبقى منه شیء فغايته ان يصير كالجماء والتضحية بها جائزة، فكذا بالمكسور القرن الذی لم يبقى من قرنه شیء للعلة الجامعة التی هی كون القرن لا يتعلق به مقصود والغلاف وداخله فيه سواء. [۱]

واما على الثانی فما فی رد المحتار: انه لا يجوز الافتاء من الكتب المختصرة الى ان قال، او لعدم الاطلاع على حال مؤلفيها كشرح الكنز لملا مسكين وشرح النقايه للقسهتانی. ج ۱ ص ۷۲.

واما على الثالث: فبالاستقراء التام لكتب القوم الموجودة عندنا فلم نجد احداً صرّح بانه يجوز الاضحية اذا بلغ الكسر المشاش او المخ بما دون النصف ولا يجوز اذا زاد عليه بل كلامهم يفيد ان بلوغ الكسر الى المخ او المشاش يمنع الجواز مطلقاً هذا يدل على ان المراد بالمخ او المشاش

---

[۱] یعنی مذکورہ عبارات میں چوتھے مقدمہ کی دلیل بھی پائی جاتی ہے، لہٰذا ان حضرات کا مکسورة القرن کو جماء پر قیاس کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ سینگ کا انکسار مطلقاً مضر نہیں، اگرچہ اس کا کوئی حصہ باقی نہ رہا ہو، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ جماء کی طرح ہوجائے، اور جماء کی قربانی جائز ہے، پس اسی طریقہ سے مکسورة القرن، جس کے سینگ کا کوئی بھی حصہ باقی نہ رہا ہو، اس کی بھی قربانی جائز ہے، کیونکہ دونوں میں علتِ جامعہ سینگ سے مقصود کا وابستہ نہ ہونا ہے، جس میں سینگ کا غلاف اور داخلِ غلاف برابر ہے۔

امداد الاحکام کی مذکورہ بالا عبارت میں خود علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے مکسورة القرن کو ''جماء'' پر قیاس کو درست قرار دیا ہے، جس سے ان کی اس تاویل وتوجیہ کی بھی تردید ہوگئی، جو انہوں نے اعلاء السنن میں بیان کی ہے کہ ''مکسورة القرن کے مسئلہ میں اصل دلیل نصوص ہیں نہ کہ قیاس، اور قیاس صرف پیدائشی سینگ نہ ہونے والے جانور میں ہی صحیح ہے، نہ کہ مکسورة القرن میں'' اور اس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

ليس بشيء من اجزاء القرن، فان كسر بعضه لا يضر اتفاقاً، وكله ايضاً على ماهو مقتضى اطلاق الفقهاء المعول عليهم بل المراد به انما هو اصل القرن الذى يتصل بالمخ اى الدماغ فان بلوغ الكسر اليه عيب فاحش يضر بصحة الحيوان.

فقول المجيب اطال الله بقاء ه فى آخر جوابه: اورمکسور المشاش اوراعضب القرن وہ جانور ہیں، جس کی سینگ کا اندر کا حصہ نصف یا مافوق النصف شکستہ ہو، اوراس کی قربانی جائز نہیں الخ۔

لا دليل عليه ولا ادرى من اين اخذ التقييد بالنصف وبما فوقه بعد بلوغ الكسر الى المشاش والحال ان الفقهاء يمنعون عن التضحية اذا بلغ الكسر المشاش من غير تقييد واما ما نقل من قول سعيد بن المسيب فى جواب قتادة العضب ما بلغ النصف فما فوق ذلك فلا حجة فيه ما لم تكن فى المذهب رواية توافقه.

و اما على الرابع: فقد مر.

واما على الخامس: فما فى القاموس المخ نقى العظم والدماغ و شحمة العين الخ، ج ا ص ١٦٧.

وفى الحديث: فجاء يسوق عنزا عجافا مخاخهن قليل هو جمع مخ.

(مجمع البحار، ج ا ، ص ٨٥)

وهو يدل على ان مخ العظم يراد به ما يقل حال العجف ويزيد فى السمن و ليس داخل غلاف القرن هكذا.

و فى القاموس ايضاً المشاشة لضم رأس العظم الممكن المضغ جمع مشاش. ج ا ص ٤٢٥.

وفى المجمع: فى صفته صلى الله عليه وسلم جليل المشاش اى عظيم رؤس العظام كالمرفقين والكتفين والركبتين وقيل هو و رؤس عظام لينة، يمكن مضغها اهـ. ج ٢ ص ٣٠٢.

www.idaraghufran.org

قلت: وعليه يحمل ما في المغرب من قوله فان بلغ الكسر الى المشاش لا يجزيه يراد به علم داخل القرن اهـ، فداخل القرن محمول على اصله فانه يصح اطلاق اطلاق الداخل عليه ايضاً، و هو المراد بالمشاش فافهم على ان تفسير الفقهاء اولى من تفسير المغرب.

واما على السادس: فظاهر غير غير خفي.

تائيد الكلام السابق

قال العلامه النووى فى شرحه على صحيح مسلم: ما نصه: واجمع العلماء على جواز التضحية بالاجم الذى لم يخلق له قرنان واختلفوا فى مكسور القرن فجوزه الشافعى و ابوحنيفة والجمهور سواء كان يدمى ام لا وكرهه مالك اذا كان يدمىٰ وجعله عيبا اهـ، ج۲، ص ۱۵۵.

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک **مکسور القرن** کی قربانی مطلقاً جائز ہے، خواہ اس کسر کی وجہ سے خون بھی بہتا ہو یا نہ بہتا ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ **جوازِ اضحية** میں **غلافِ قرن وداخلِ غلاف** کا انکسار برابر ہے، **داخل غلاف** ہی کے ٹوٹنے سے خون بہتا ہے، اور امام ابوحنیفہ وجمہور علماء اس کو بھی مضر نہیں کہتے، صرف امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو مکروہ کہا ہے، جبکہ خون بہتا ہو، پس "**مشاش**" و"**مخ**" کی جو تفسیر مجیب سلمہٗ نے کی ہے، وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر منطبق ہوسکتی ہے نہ کہ حنفیہ کے مذہب پر، لیکن وہ بھی صرف کراہت کے قائل ہیں، عدمِ جواز کے وہ بھی قائل نہیں، رہا یہ کہ حدیث میں **اعضب القرن** سے نہی وارد ہے، اور **عضباء** کے معنیٰ "**الشاة المكسورة القرن الداخل**" ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ عضب کے معنیٰ قطع کے ہیں، پس **اعضب القرن** بمعنیٰ **مقطوع القرن** ہوا، جو اس کو بھی شامل ہے،

www.idaraghufran.org

جس کا سینگ جڑ سے ٹوٹ گیا ہو، گو عضباء کا استعمال بمعنیٰ خاص بھی ہوتا ہو، ہمارے نزدیک اعضب القرن بمعنیٰ مقطوع الاصل ہے، قاموس میں ہے ”کبش اعضب بین العضب“ ج ا ص ۶۵۔

پس ہمارے نزدیک اعضب القرن سے مراد وہی ہے، جس کے سینگ کی جڑ ظاہر ہوگئی ہو، یا سینگ جڑ سے ٹوٹ کر لٹک گیا ہو، بین العضب اسی کو بولیں گے۔ [1]

ھذا واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم و لعل الحق لا یتجاوز عن ھذا بعد الفحص الکثیر من کلام الفقہاء السادات الحنفاء فقط.

حررہ المفتقر الی ربہ الصمد

عبدہ المذنب ظفر احمد عفااللہ عنہ بمنہ و کرمہ الموبد

۳ صفر المظفر ۱۴ ھ

تتمہ: قال فی المرقاۃ فی تفسیر اعضب القرن والاذن ای مکسور القرن مقطوع الاذن الی ان قال و قیل مقطوع القرن والاذن والعضب القطع و فی المھذب انہ تجوز الجماء التی لا قرن لھا او کان مکسوراً او ذھب غلاف قرنھا فیکون النھی تنزیھا اھ۔ ج۲ ص ۲۶۶.

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ جوازِ اضحیۃ میں جماء اور مکسور القرن اور ذاھب الغلاف سب برابر ہیں، اگر حنفیہ کا مذہب اس میں

---

[1] اس عبارت میں بظاہر ابہام معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جب تک سینگ کی جڑ کی توضیح وتعیین نہ کی جائے، اس وقت تک یہ اختلاف ختم نہیں ہوتا، کہ کہاں تک سینگ کا اطلاق ہوتا ہے، اور کہاں سے ”مشاش“ یا ”مخّ“ کا آغاز ہوتا ہے، اور ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ سینگ کے ظاہری وباطنی دونوں حصے سینگ ہیں، جس کا سلسلہ جانور کی جلد وکھال سے نیچے اس جگہ تک پہنچا ہوا ہے، جہاں سے ”جمجمۃ“ (یعنی Skull) کا آغاز ہوتا ہے، اور جس حصہ میں وہ دماغ یا ”مخّ“ واقع ہے، جس کو علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے، وہ ایک مخصوص ہڈی یعنی فرنٹل بون (Frontal Bone) کے بعد واقع ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

خلاف قول مہذب ہوتا، تو علامہ علی قاری ضرور اس پر تنبیہ فرماتے، حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ حدیث کا کراہتِ تنزیہ پر محمول ہونا ظاہر کر دیا، جس کی دلیل حضرت علی کی دوسری حدیث ہے، جو ترمذی نے اس سے پہلے نقل کی ہے۔

عن حجية بن عدی، عن علی قال :البقرة عن سبعة، قلت :فإن ولدت؟ قال :اذبح ولدها معها، قلت :فالعرجاء ، قال :إذا بلغت المنسک.

قلت :فمكسورة القرن، قال :لا بأس أمرنا، أو أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا بذلک ولم یامرنا بذلک ولم یامرنا باستشراف القرن فلا باس بالمكسورة القرن، ترمذی، ج ۱ ، ص ۱۸۱.

دوسری بات عبارتِ مرقاۃ سے یہ معلوم ہوئی کہ مکسورة القرن اسی کو بولتے ہیں، جس کا سینگ مع غلاف وداخل غلاف ٹوٹ گیا ہو، کیونکہ اس میں مکسور کے بعد اوذھب غلاف قرنھا مقابلہ میں مذکور ہے، اور یہی میرا خیال ہے کہ جس کا سینگ اندر سے نہ ٹوٹا ہو، صرف غلاف اتر گیا ہو، اس کو مکسور القرن نہیں کہتے بلکہ اس کو ذاھب الغلاف کہنا چاہئے۔

پس کلامِ فقہاء میں جہاں کہیں مکسور القرن کی اجازت مذکور ہے، اس سے وہی مراد ہے، جس کا غلاف وداخلِ غلاف دونوں ٹوٹ گئے ہوں، بشرطیکہ دماغ و ’’مشاش ‘‘ تک اثر نہ پہنچا ہو۔

اور عبارتِ جوھرة میں قصماء کی اضحیة کا جواز مذکور ہے، اس سے مکسور القرن ظاہراً وباطناً کا عدمِ جواز ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ عبارت اس سے ساکت ہے، اور علامہ علی قاری کی عبارت اور فقہاء کا اطلاق اور اشتراکِ علت اور علامہ

نووی کا کلام جواز کو مقتضی ہے، اور ظاہر ہے کہ تصریحاتِ فقہاء کو سکوت پر ترجیح ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ الاحقر ظفر احمد عفا اللہ عنہ

(امداد الاحکام، ج۴ص ۲۰۸ تا ۲۱۳، کتاب الصید والذبائح، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع اول: شعبان ۱۴۲۱ھ)

اس تفصیلی فتوے کے جزئیات سے قطع نظر، اتنی بات مدلل انداز میں واضح ہوگئی کہ جانور کے سینگ کے اوپر والا خول یعنی ڈیڈ ہارن (Dead Horn) اور اندر والا حصہ یعنی ہارن کور/ بونی کور (Bony Core/Horn Core) ان دونوں کا مجموعہ سینگ ہے، اور محض اس مجموعہ کے کاٹنے یا ٹوٹنے سے جانور کی قربانی کے جواز پر اثر نہیں پڑتا۔

اور بندہ نے بعض اردو فتاویٰ پر اعتماد کرتے ہوئے جو اِس سے پہلے بعض تحریرات میں جانور کے سینگ کا اندر والا حصہ ٹوٹنے پر قربانی کے عدمِ جواز کا حکم لگایا تھا، بندہ اب اس سے رجوع کرتا ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

www.idaraghufran.org

خلاصۂ کلام

شروع سے اب تک جو بحث ذکر کی گئی، اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ جس جانور کے پیدائشی طور پر سِرے سے سینگ (Horn) نہ ہوں، جس کو ''جماء'' یا ''اجم'' کہا جاتا ہے، اس کی قربانی جائز ہونے پر ائمۂ متبوعین کا اجماع واتفاق ہے۔

اور جس جانور کے سینگ (Horn) ٹوٹ گئے ہوں، جس کو ''مکسورۃ القرن'' کہا جاتا ہے، اور اس حکم میں سینگ کا کاٹنا بھی داخل ہے۔

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

البتہ حنابلہ کے نزدیک جس جانور کا نصف یا اس سے زائد سینگ (Horn) ٹوٹ گیا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں، اور نصف سے کم ٹوٹنے کی صورت میں جائز ہے۔

اور مالکیہ کے نزدیک سینگ ٹوٹنے کے بعد جب تک زخم درست نہ ہو، اس وقت تک اس کی قربانی کرنا بوجہ مریض وبیمار ہونے کے مکروہ یا ممنوع ہے، زخم درست ہونے کے بعد مکروہ یا ممنوع نہیں۔

اسی طرح حنفیہ کے اصل مذہب اور ''ظاھرُ الروایۃ'' کے مطابق سینگ ٹوٹے ہوئے یعنی ''مکسورۃ القرن'' جانور کی قربانی ''جماء'' یا ''اجم'' کی طرح علی الاطلاق جائز ہے، اور ان دونوں کی قربانی کے جواز کا حکم وعلت یکساں ہے۔

البتہ بعض اصحابِ فتوٰی کی عبارات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر سینگ کے اوپر والا خول یعنی ڈیڈ ہارن (Dead Horn) مکمل ٹوٹ گیا ہو، تو پھر قربانی جائز نہیں۔

لیکن حنفیہ سمیت جمہور فقہائے کرام کے اصل مذہب پر یہ تفصیل منطبق نہیں ہوتی۔

اور بعض حضرات نے حضرت ابراہیم نخعی، اور اہلِ تشیع کے ایک فرقہ ''زیدیہ'' کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک جس طرح پیدائشی سینگ نہ ہونے کی صورت میں قربانی

جائز نہیں، اسی طرح سینگ کا اندر والا حصہ یعنی ہارن کور/ بونی کور (Horn Core/ Bony Core) کاٹنے یا ٹوٹنے کی صورت میں بھی قربانی جائز نہیں۔

اور موجودہ دور میں جانوروں کے جو سینگ نکالے یا اکھاڑے جاتے ہیں، ان میں یا تو نومولود جانور کے سینگ کے ٹشو جڑ سے اکھاڑ دیے جاتے ہیں، یا پھر سینگوں کو جلد کے کچھ نیچے اور جمجمہ (Skull) ہڈی کے قریب سے کاٹ دیا جاتا ہے، لیکن بہر دو صورت دماغ (Brain) کی ہڈی، یعنی فرنٹل بون (Frontal Bone) یا دماغ (Brain) پر اس کا منفی اثر نہیں ہوتا، لہٰذا بظاہر راجح یہی ہے کہ جن جانوروں کے سینگ اگتے ہیں، ان میں احادیث کی رُو سے سینگ والے جانور کی قربانی کرنا افضل ہے۔

لیکن حنفیہ کے اصل مذہب اور ''ظــاهـرُ الرواية'' سمیت جمہور فقہائے کرام کے نزدیک سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی علی الاطلاق جائز ہے، اور اس میں ڈس بڈنگ (Disbudding) اور ڈی ہارننگ (Dehorning) شدہ جانور بھی داخل ہیں۔

البتہ اگر سینگ ٹوٹنے کے بعد جانور کو کوئی ایسی بیماری یا عیب لاحق ہوگیا ہو، جو مستقل طور پر قربانی کے لیے مانع ہے، مثلاً دماغ پر ایسا اثر واقع ہوگیا ہو کہ جانور پاگل ہوگیا ہو، یا ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہو، یا مالکیہ کے نزدیک زخم درست نہ ہوا ہو، تو پھر اس کی قربانی کا عدمِ جواز ایک دوسرے مستقل سبب پر مبنی ہوگا۔

لہٰذا آج کل جو طب و میڈیکل کے علاج کے مختلف طریقوں سے نومولود جانور کے سینگوں کی ڈس بڈنگ (Disbudding) اور بڑی عمر کے جانور کے سینگوں کی ڈی ہارننگ (Dehorning) کی جاتی ہے، ان کی قربانی شرعاً جائز ہے۔ فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 15/ شوال المکرّم/ 1438ھ 10/ جولائی/ 2017 بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(خاتمہ)

سینگوں کا تصویری خاکہ

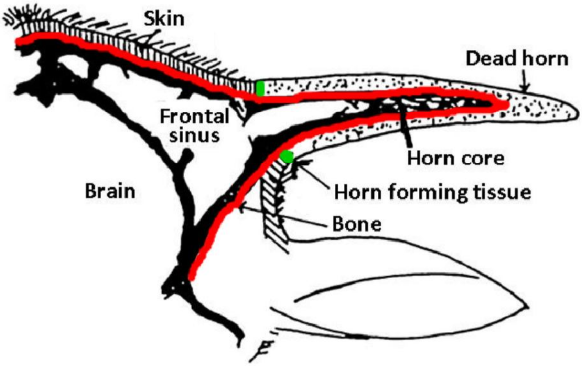

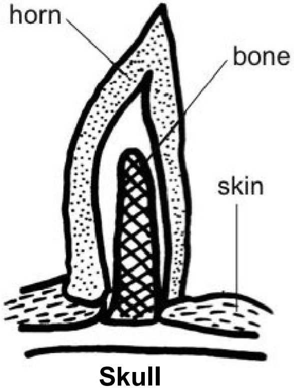

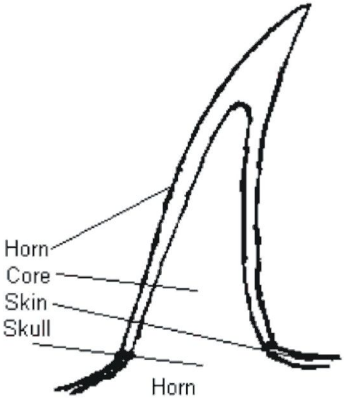

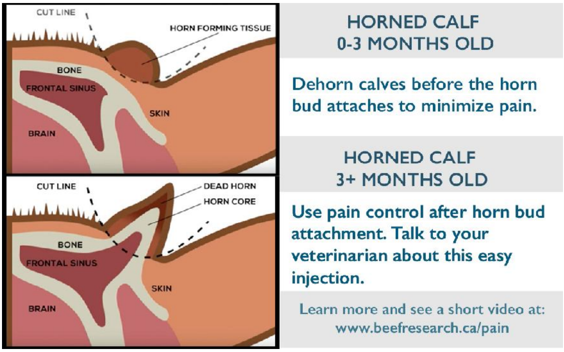

سینگوں سے متعلق ماہرین کا تجزیہ

سینگوں کے متعلق ماہرین کی سائنسی اور میڈیکلی ایک تحقیق ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

Horn (anatomy)

Previous (Horn)

In zoology, a horn is one of a pair of hard, pointed, often permanent projections on the head of various hoofed mammals (ungulates) consisting of a core of living bone covered by a sheath of keratin and other proteins. Examples of animals with true horns include antelopes, cattle, buffalo, and goats. The term also is used to refer more specifically to the hard keratinous material forming the outer covering.

While both a bony core and a covering of keratinous material constitute the definition of a "true horn," there are many other hard structures projecting from the head of animals that do not meet these requirements and yet are referred to commonly as horns. These include the antlers of deer (dead bone without horn covering), the horns of rhinoceroses (thickly, matted hair that has keratin but lacks a bony core), and the ossicones of giraffes (skin-covered bony knobs formed from ossified cartilage).

Horns provide a diversity of important functions for the animals bearing them, such as defense from predators, tools in fighting other members of the species for territory or mating, feeding, courtship displays, and cooling. Humans also have utilized them for such valued purposes as making musical instruments, carrying items (gunpowder and drink), Traditional Chinese Medicine (TCM), and for making tools, furniture, and decorations. However, sometimes animals have been hunted just for their horns, such as in TCM or selectively hunting bighorn sheep with huge horns as hunting trophies. Such practices have had a detrimental impact on those animals that stand out because of

their horns.

Overview

True horns are composed of a bony core covered by keratinous material. Bones are semi-rigid, porous, mineralized structures that consist of cells in a hard matrix and that form part of the endoskeleton of vertebrates. Although externally they may appear to be solid structures, in reality they are composed of living bone tissue interlaced with blood vessels, nerve fibers, and so forth. Keratins are tough and insoluble fibrous structural proteins that form the chief, hard, nonmineralized structural component of horns, hair, wool, nails, claws, hooves, and other vertebrate tissues (as well as part of various invertebrate structures). Only chitin rivals the various keratins in terms of their toughness as biological materials.

True horns are found only among the ruminant artiodactyls (even-toed ungulates), in the families Antilocapridae (pronghorn) and Bovidae (cattle, goats, antelope, and so on). These animals have one or occasionally two pairs of horns, which usually have a curved or spiral shape, often with ridges or fluting. In many species only the males have horns. Horns start to grow soon after birth, and continue to grow throughout the life of the animal, except in pronghorns, which shed the outer kertinous layer annually, but retain the bony core. Unlike the horns of the family Bovidae, the horn sheaths of the pronghorn are branched, each sheath possessing a forward pointing tine (hence the name pronghorn).

Similar growths on other parts of the body are not usually called horns, but spurs, claws, or hoofs.

Other hornlike growths

The term "horn" is also popularly applied to other hard and pointed features attached to the head of animals in various other families.

Giraffidae. Giraffes have one or more pairs of bony bumps on their heads, called ossicones. These are covered with furred skin, and although they look as if they ought to have horns on them, they do not.

Cervidae. Most deer have antlers, which are not true horns. When fully developed, antlers are dead bone without a horn (keratin) or skin covering; they are borne only by adults (usually males) and are shed and regrown each year.

Rhinocerotidae. Rhinocerouses have one or two projections on the upper snout that are commonly referred to as horns. These "horns" are not true horns, but are epidermal derivatives, composed of a solid mass of thickly matted hair—keratin—that grows from the skull without skeletal support. That is, these projections are made of keratin and grow continuously, but do not have a bone core.

Ceratopsidae. The "horns" of the ceratopsians like Triceratops were extensions of its skull bones although debate exists over whether they had a keratin covering.

Monodontidae. Male narwhals have a single long tusk, a modified tooth, which looks like a horn, and is twisted like that of the fictional unicorn.

Insects. Some insects (such as rhinoceros beetles) have horn-like structures on the head or thorax (or both). These are pointed outgrowths of the hard chitinous exoskeleton. Some (such as stag beetles) have greatly enlarged jaws, also made of chitin. Members of the family Acrididae are known as the "short-horned grasshoppers" and those of the family Tettigoniidae are known as the "short-horned grasshoppers" because they typically have antennae shorter or longer than their bodies, respectively.

The Horned lizards (Phrynosoma) have projections on their heads consisting of a hard keratin covering over a bony core, similar to mammalian horns.

Many mammal species in various families have tusks, which often serve the same functions as true horns, but are in fact oversize teeth. These include the Moschidae (musk deer, which are ruminants), Suidae (wild boars), Proboscidea (elephants), Monodontidae (narwhals), and Odobenidae (walruses).

Polled animals or pollards are those of normally-horned (mainly domesticated) species whose horns have been removed, or which have not grown. In some cases, such animals have small horny growths in the skin where their horns would be normally–these are known as scurs.

Animal uses of horns

Animals utilize their horns in a variety of ways. They may be used in fighting, whether for defense from predators or for fighting members of their own species for territory, dominance, or mating priority. Horns may be used in feeding, such as to root in the soil or to strip bark from trees. Some animals with true horns use them for cooling, the blood vessels in the bony core allowing the horns to function as a radiator.

In animal courtship, many animals use horns in displays. For example, the male blue wildebeest (Connochaetes taurinus)&mash;an antelope that is characterized in both sexes by horns that are smooth and initially curving downward or outward—reams the bark and branches of trees to impress the female and lure her into his territory.

Human uses of horns

Horns have been used by people for many purposes throughout history. Some bovid horns are used as musical instruments, for example the shofar, which is often made from the horn of a ram (although any animal except a cow or calf can be used) and is used for Jewish religious purposes. The shofur is referenced as far back as the book of Exodus. These have evolved into brass instruments in which, unlike the trumpet, the bore gradually

increases in width through most of its length—that is to say, it is conical rather than cylindrical. These are called horns, though today they are made of metal.

Drinking horns' are bovid horns removed from the bone core, cleaned, and polished and used as drinking vessels.

Powder horns were originally bovid horns fitted with lids and carrying straps, used to carry gunpowder. Powder flasks of any material may be referred to as powder horns.

Antelope horns are used in traditional Chinese medicine.

The keratin (horn), sometimes including keratin from other parts of animals, such as hoofs, may be used as a material in tools, furniture, and decoration, among other uses. In these applications, horn is valued for its hardness, and it has given rise to the expression hard as horn. Horn is somewhat thermoplastic and (like tortoiseshell) was formerly used for many purposes where plastic would now be used. Horn also may be used to make glue.

Horn bows are bows made from a combination of horn, sinew, and usually wood. These materials allow more energy to be stored in a short bow than wood would.

"Horn" buttons are usually made from deer antlers, not true horn. Use of animal horns is controversial, especially if the animal was specifically hunted for the horn as a hunting trophy or object of decoration or utility. Some animals are threatened or endangered to reduced populations partially from pressures of such hunting.

(http://www.newworldencyclopedia.org/entry/Horn_(anatomy))